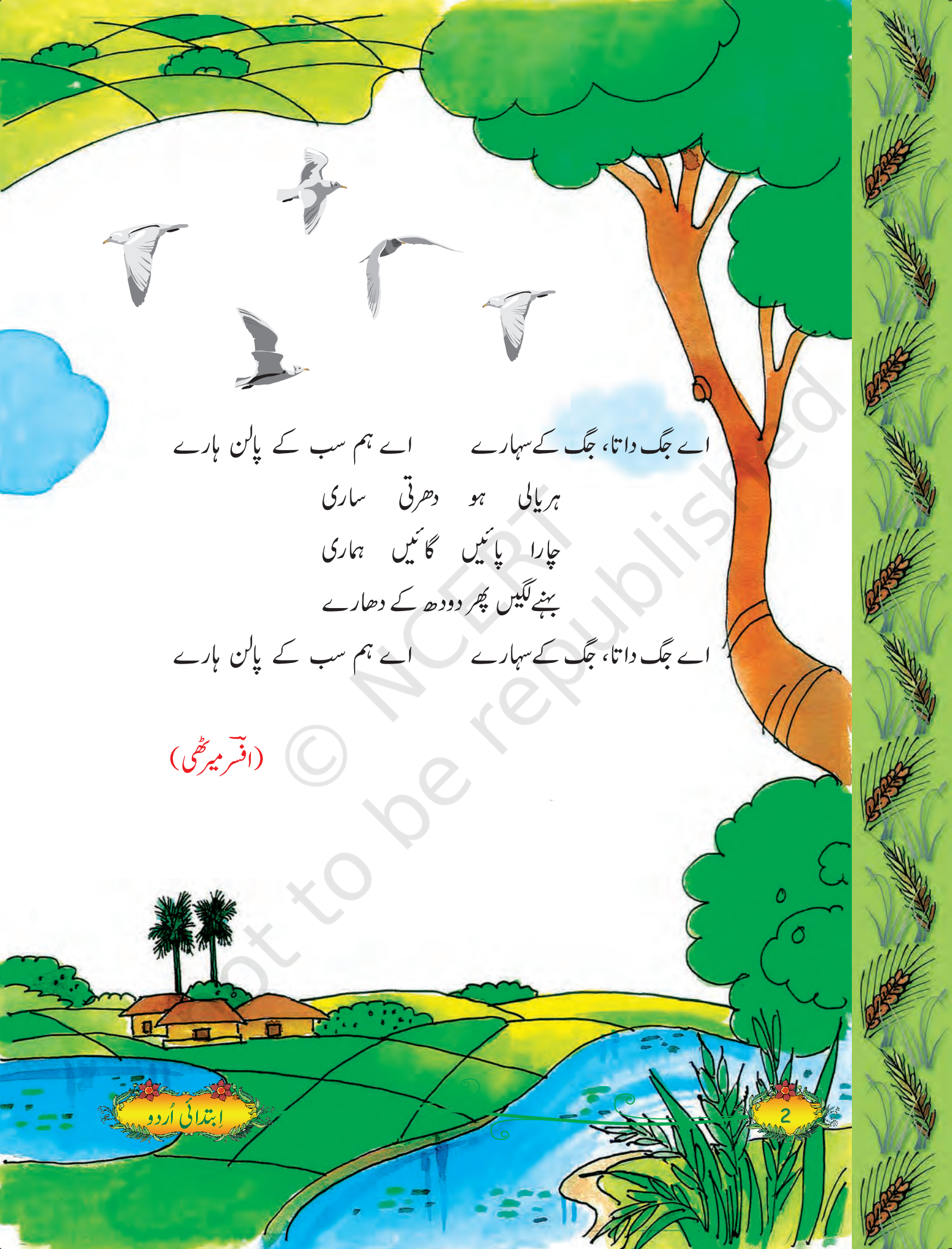




کسان کی دُعا

اے جگ داتا، جگ کے سہارے اے ہم سب کے پالن ہارے
کھیتوں کو پانی سے بھر دے
نڈی نالے جل تھل کر دے
اے جگ داتا، جگ کے سہارے اے ہم سب کے پالن ہارے
ہر کوٹھے میں دھان بھرے ہوں
گیہوں سے کھلیان بھرے ہوں
خوش ہوں گاؤں والے سارے





اے جگ داتا، جگ کے سہارے اے ہم سب کے پالن ہارے
ہریالی ہو دھرتی ساری
چارا پائیں گائیں ہماری
بہنے لگیں پھر دودھ کے دھارے
اے جگ داتا، جگ کے سہارے اے ہم سب کے پالن ہارے

(افسر میرٹھی)

مشق

لفظ اور معنی:

جگ داتا	:	اللہ، دنیا کو دینے والا
پالن ہار	:	پالنے والا، پرورش کرنے والا
جل تھل کر دینا	:	پانی سے بھر دینا
کوٹھا	:	اناج رکھنے کی جگہ، گودام
کھلیان	:	وہ جگہ جہاں فصل کاٹ کر رکھی جاتی ہے

غور کیجیے:

♦ اس نظم میں جگ داتا، جگ کے سہارے اور پالن ہارے خدا کو کہا گیا ہے۔ یہاں شاعر نے اچھی بارش، اچھی فصل، جانوروں کے لیے چارے، ہر طرف ہریالی اور خوش حالی کی دعا کی ہے۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:

- 1- 'ندی نالے جل تھل کر دے' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
- 2- 'ہر کوٹھے میں دھان بھرے ہوں' کا مطلب لکھیے۔
- 3- گاؤں والے کب خوش ہوتے ہیں؟
- 4- دودھ کے دھارے بہنے کے کیا معنی ہیں؟
- 5- کھلیان کسے کہتے ہیں؟

نیچے دیے ہوئے مصرعوں کو صحیح لفظوں سے مکمل کیجیے:

کھیتوں کو سے بھر دے نڈی جل تھل کر دے
 ہر کوٹھے میں بھرے ہوں گیہوں سے بھرے ہوں
 ہریالی ہو ساری چارا پائیں ہماری

نیچے دیے ہوئے لفظوں سے جملے بنائیے اور خالی جگہ میں لکھیے:

.....	کھ	پالن ہار
.....	کھ	جل تھل
.....	کھ	کھلیان
.....	کھ	دھرتی
.....	کھ	چارا

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے:

			
گیہوں	پانی	کھیت	کسان

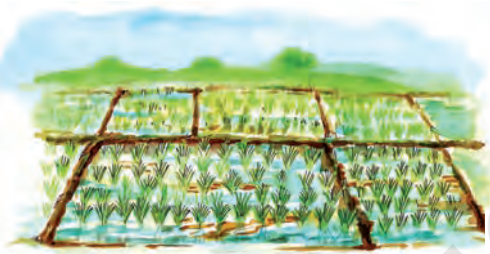
اوپر دیے ہوئے الفاظ کسی شخص، جگہ یا چیز کے نام ہیں۔

کسی شخص، جگہ یا چیز کے نام کو 'اسم' کہتے ہیں۔

♦ آپ بھی اس نظم سے چھ اسم تلاش کر کے دی ہوئی جگہوں میں لکھیے:

..... ♦ ♦ ♦
..... ♦ ♦ ♦

نیچے دی ہوئی تصویروں کو غور سے دیکھیے اور ان کے نیچے اس نظم کے وہ بند لکھیے جن میں ان تصویروں کو الفاظ میں ڈھالا گیا ہے:



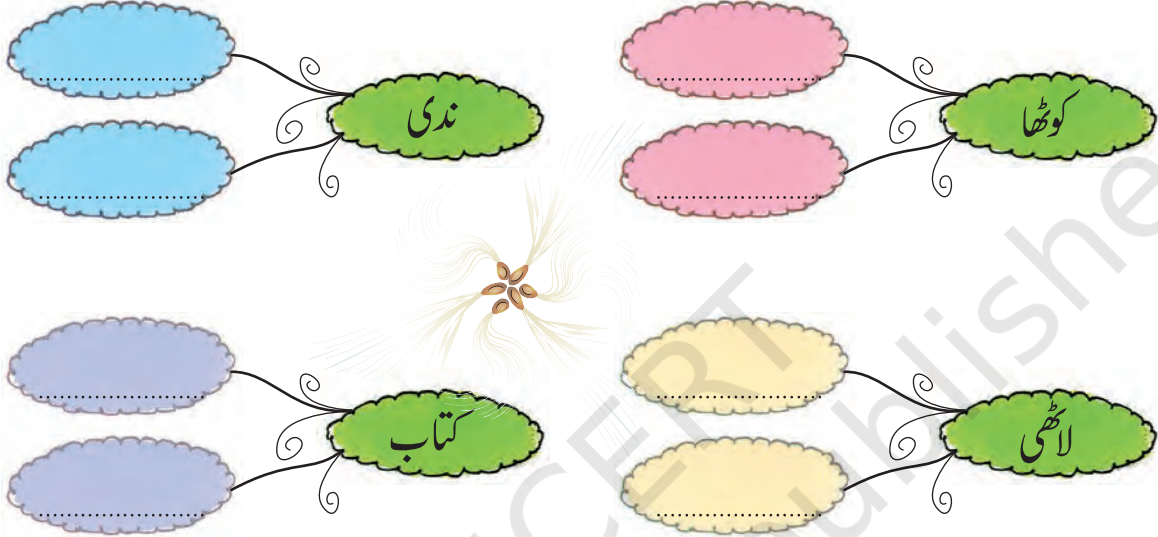
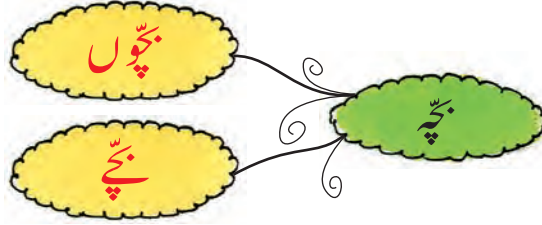
..... ♦
..... ♦

..... ♦
..... ♦
..... ♦



..... ♦
..... ♦
..... ♦

مثال کے مطابق نیچے دیے ہوئے لفظوں کی جمع بنائیے:



نظم کے مطابق نیچے دیے ہوئے لفظوں کے جوڑے بنا کر لکھیے:



مثال: جگ + داتا = جگ داتا

جگ + داتا = جگ داتا

جگ + داتا = جگ داتا

جگ + داتا = جگ داتا

جگ + داتا = جگ داتا



نیچے دی ہوئی تصویروں کو پہچانیے اور ان کے نام لکھیے:



بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:

کھیت

سہارے

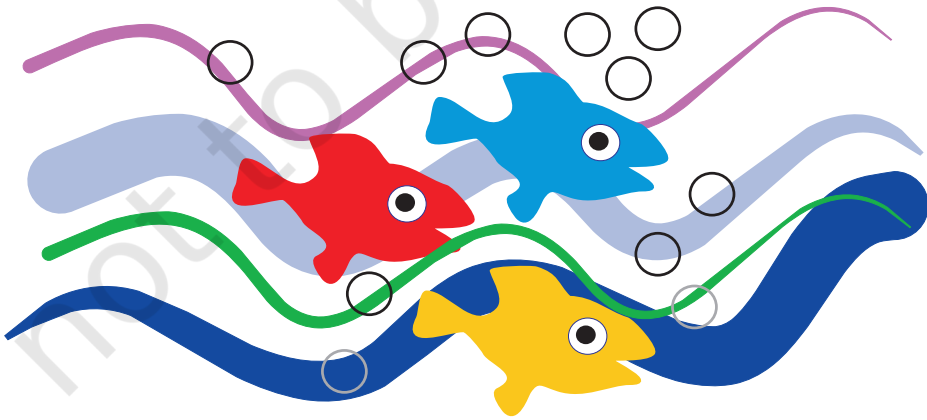
کھلیان

گیہوں

دھان

© NCERT to be republished

اس نظم کو زبانی یاد کیجیے:

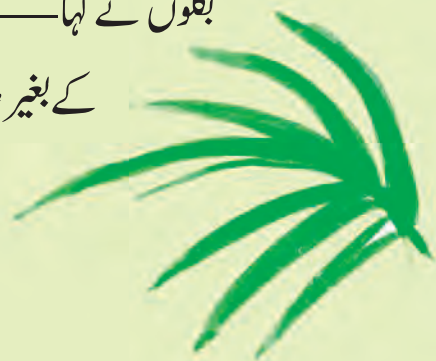




نادان کچھوا

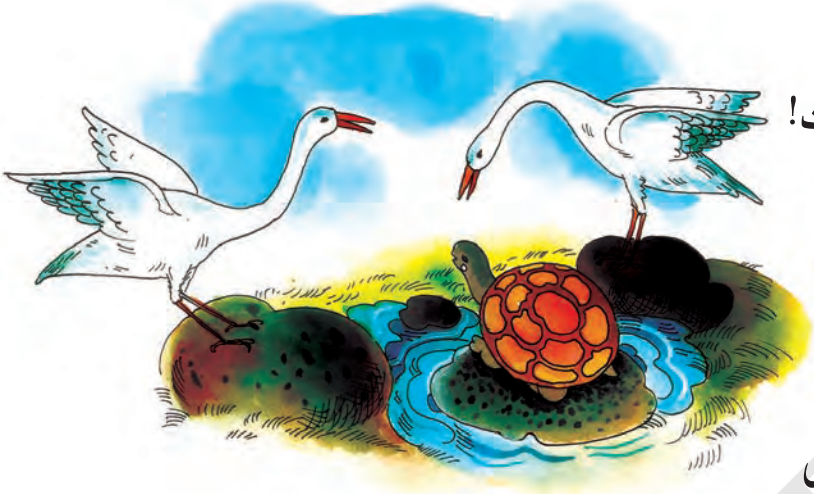
ایک تالاب کا پانی آئینے کی طرح صاف اور شفاف تھا۔ وہاں دو بگلے اور ایک کچھوا رہتا تھا۔ تینوں میں بے حد دوستی تھی۔ ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ اچانک ان کی دوستی کو زمانے کی نظر لگ گئی۔ یعنی تالاب روز بروز خشک ہونے لگا۔ جس کی وجہ سے بگلوں کو پریشانی ہونے لگی، کیونکہ وہ اسی تالاب کے پانی سے اپنی غذا حاصل کرتے تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ پانی کے بغیر جینا محال ہے تو مجبوراً اس تالاب کو چھوڑ کر کہیں اور جانے کا ارادہ کیا۔ جانے سے پہلے بگلے غم گین دل اور بھیگی آنکھوں کے ساتھ کچھوے کے پاس آئے اور اس سے رخصت چاہی۔ کچھوا بھی ان کی جدائی کے خیال سے روپڑا اور بولا — ”تم یہ کیسی خبر سنار ہے ہو۔ میں تمھارے بغیر کیسے جی سکوں گا؟ تمھاری جدائی مجھ سے برداشت نہ ہوگی اور میں تو جیتے جی مر جاؤں گا۔“

بگلوں نے کہا — ”ہمارا دل بھی تمھاری جدائی کے خیال سے بیٹھا جا رہا ہے۔ مجبوری یہ ہے کہ پانی کے بغیر ہمارا جینا مشکل ہے۔ اس وجہ سے ہم نے پردیس جانے کا ارادہ کر لیا ہے۔“





کچھوا بولا — ”دوستو! تم جانتے ہو کہ پانی کی کمی مجھے تم سے زیادہ نقصان پہنچا سکتی ہے اور میری بھی گزر بسر پانی کے بغیر ناممکن ہے۔ دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ میں اس ویرانے میں تنہا کہاں رہوں گا۔“



انھوں نے کہا — ”پیارے دوست! تمھاری جدائی ہمارے لیے بھی ناقابلِ برداشت ہوگی۔ ہم جہاں بھی رہیں گے تمھارے بغیر خوش نہیں رہ سکیں گے۔ ہر وقت تمھیں یاد کرتے رہیں

گے، مگر کیا کریں۔ ہمارا دور تک زمین پر چلنا اور تمھارا ہمارے ساتھ ہوا میں اڑنا دونوں ناممکن ہیں۔ پھر ہمارا تمھارا ساتھ کیسے ہو سکتا ہے؟“

کچھوا بولا — ”اس کی کوئی تدبیر سوچو۔ میرے ذہن میں تو کوئی بات نہیں آتی۔“

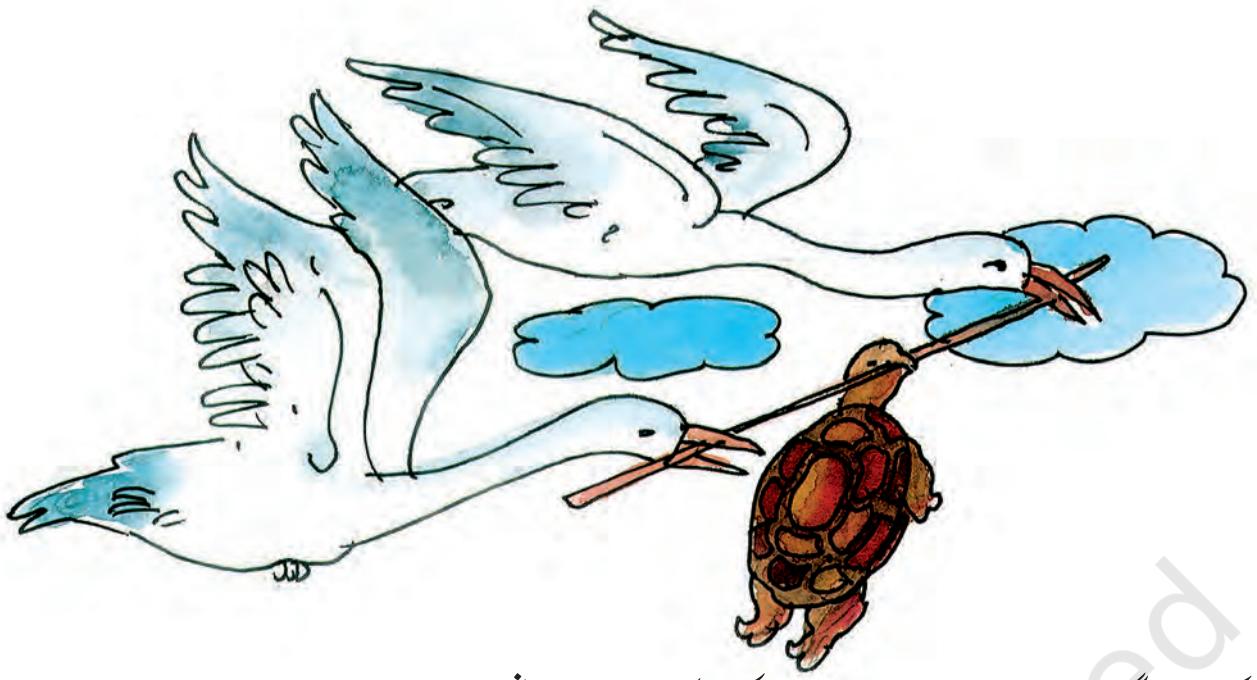
بگلوں نے کہا — ”اس کی ایک ترکیب ہے۔ لیکن شاید تم نہیں کر پاؤ گے۔“

کچھوے نے کہا — ”یہ کیسے ممکن ہے کہ تم میرے لیے کوئی تدبیر سوچو اور میں اس پر عمل نہ کروں۔“

بگلوں نے کہا — ”ہم تمھیں ہوا میں اٹھا کر اڑ سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ تم کسی بھی حالت میں بات نہیں کرو گے۔ ہر شخص جس کی نظر ہم پر پڑے گی، ہمارے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور کہے گا۔ تم کیسی ہی بات کیوں نہ سنو اور کیسی ہی حرکت کیوں نہ دیکھو، اپنا منہ بند رکھنا اور اچھی بری کوئی بات زبان سے نہ نکالنا۔“

کچھوا بولا — ”تمھارا حکم سر آنکھوں پر۔ میں راستے میں بالکل منہ نہ کھولوں گا۔“

بگلے ایک پتلی اور لمبی سی لکڑی لائے۔ کچھوے نے اسے درمیان میں مضبوطی سے اپنے دانتوں میں



پکڑ لیا۔ بگلوں نے دونوں جانب سے اس لکڑی کو اپنی اپنی چونچ میں لے لیا۔ جب بلندی پر اڑتے ہوئے ان کا گزرایک گاؤں کے اوپر سے ہوا تو لوگ اس منظر کو تعجب سے دیکھنے لگے اور چیخنے لگے کہ دیکھو دیکھو بگلے کچھوے کو کیسے لے جا رہے ہیں۔ سب طرح طرح کے فقرے چُست کرنے لگے۔ کچھوایہ سب دیکھ کر کچھ دیر تک تو خاموش رہا۔ آخر اس سے رہا نہ گیا۔ جھلّا کر بولا — ”جن سے دیکھا نہیں جاتا، اپنی آنکھیں بند کر لیں۔“ جیسے ہی اس نے منہ کھولا، اوپر سے نیچے کی طرف آ رہا۔ بگلوں نے آواز دی، ”دوستوں کا کام نصیحت کرنا ہے اور نیک بختوں کا کام اس پر عمل کرنا۔“



مشق

لفظ اور معنی:

شقاف	:	صاف ستھرا
محال	:	مشکل
رخصت چاہنا	:	کہیں جانے کی اجازت لینا
تدبیر	:	ترکیب
نیک بخت	:	خوش قسمت، بھلا آدمی
برداشت نہ ہونا	:	سہانہ جانا
فقرے چست کرنا	:	مذاق اڑانا
جھلانا	:	غصے میں آ جانا

غور کیجیے:

♦ اگر کوئی ہمدرد نصیحت کرے تو اسے غور سے سننا چاہیے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ کسی کے بہکاوے میں نہیں آنا چاہیے۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:

- 1- بگلوں کو اپنا ٹھکانا کیوں چھوڑنا پڑا؟
- 2- بگلوں کے رخصت ہونے کی بات سن کر کچھوے نے کیا کہا؟

3- بگلوں نے کچھوے کو ساتھ لے جانے کی کیا تدبیر سوچی؟

4- کچھوے کو کیوں نقصان اٹھانا پڑا؟

5- کچھوے کو گرتے دیکھ کر بگلوں نے کیا کہا؟

خالی جگہوں کو صحیح لفظوں سے پُر کیجیے:

1- اچانک ان کی کو زمانے کی نظر لگ گئی۔

2- کچھوا بھی ان کی جدائی کے سے رو پڑا۔

3- میری بھی گزر بسر کے بغیر ناممکن ہے۔

4- یہ کیسے ممکن ہے کہ تم میرے لیے کوئی چو اور میں اس پر نہ کروں۔

5- کچھوے نے اسے درمیان میں سے اپنے دانتوں میں پکڑ لیا۔

6- جیسے ہی اس نے منہ کھولا، کی طرف آ رہا۔

ان لفظوں سے جملے بنائیے:

دوستی

محال

جدائی

غذا

تالاب

ان جملوں پر غور کیجیے:

1- اچانک ان کی دوستی کو زمانے کی نظر لگ گئی۔

2- میں تو جیتے جی مر جاؤں گا۔

3- ہمارا دل بھی تمھاری جدائی کے خیال سے بیٹھا جا رہا ہے۔

اوپر کے جملوں میں محاوروں کا استعمال ہوا ہے۔ محاوروں کو جب جملوں میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس میں شامل فعل کو زمانے، جنس اور واحد، جمع کے مطابق بدلا جاسکتا ہے۔

محاورہ عام بول چال میں چند ایسے الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے جس میں الفاظ اپنے اصل معنی کے بجائے دوسرے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

نیچے دیے ہوئے محاوروں کا صحیح مطلب، سامنے بنے ہوئے خانوں سے چُن کر لکھیے:

☆ فیصلہ کرنا۔
☆ خوشی خوشی مان لینا۔
☆ حکم دینا۔

☆ حکم سر آنکھوں پر ہونا۔

مطلب

☆ بے کار کی باتیں کرنا۔
☆ مذاق اڑانا۔
☆ دھوکا دینا۔

☆ فقرے چست کرنا۔

مطلب

☆ بری نظر کا اثر ہونا۔
☆ آنکھ لگنا۔
☆ معلوم ہونا۔

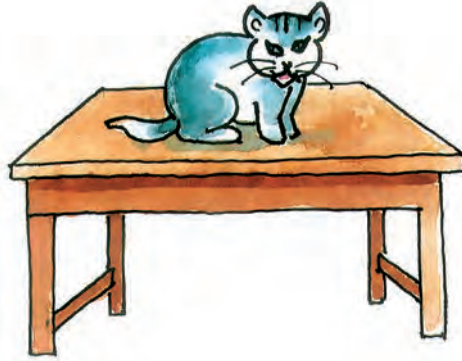
☆ نظر لگنا۔

مطلب

نیچے دی گئی تصویروں کو غور سے دیکھیے :



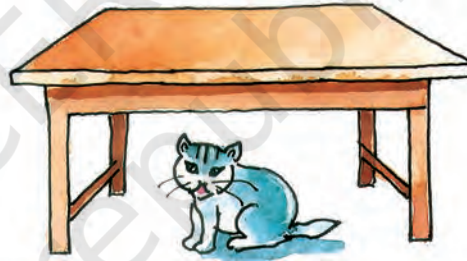
الٹا



اوپر



سیدھا



نیچے

ان تصویروں میں 'اوپر'، 'نیچے' اور 'الٹا'، 'سیدھا' ایک دوسرے کے مُتضاد (الٹے) ہیں

♦ نیچے دیے ہوئے لفظوں کے مُتضاد لکھیے :

موت	دوست	بھلائی	خشک	نیک بخت	غمگین	جواب	محال

ان جملوں کو درست کر کے خالی جگہ میں لکھیے:

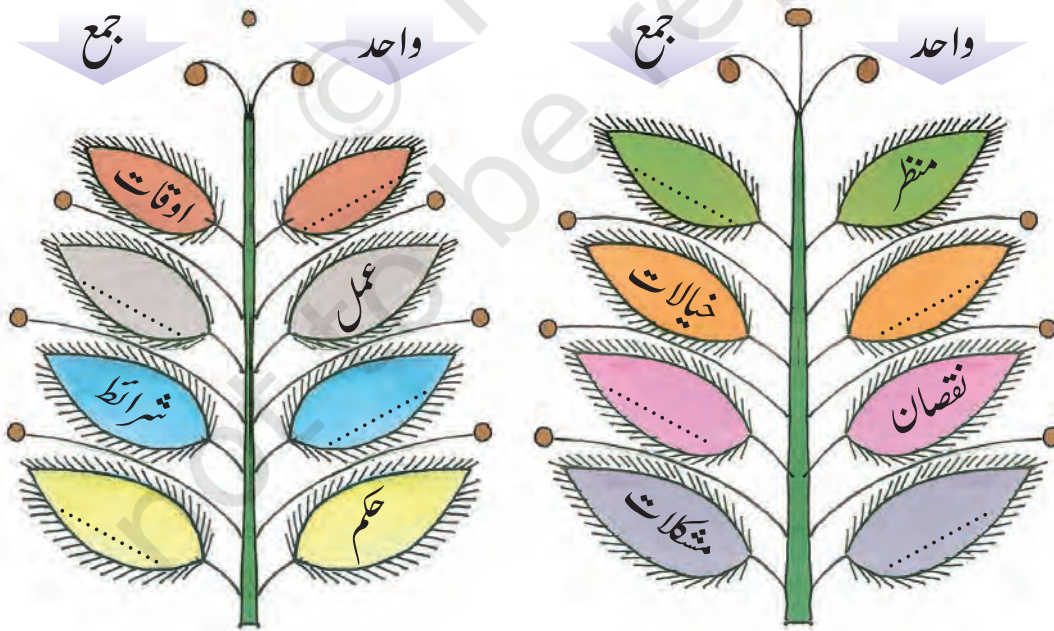
1- پانی آئینے کی طرح تھا صاف اور شفاف ایک تالاب کا

2- تمہیں کرتے یاد رہیں گے ہر وقت

3- تم کرو گے جو وعدہ نہ رہ سکو گے قائم اس پر

4- کام دوستوں کا کرنا نصیحت ہے

نیچے دیے ہوئے خانوں میں واحد کی جمع اور جمع کا واحد لکھیے:



نیچے دی ہوئی تصویروں پر دو دو جملے لکھیے:



بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:

نصیحت

مضبوطی

تدبیر

رخصت

محال



بی بی فاطمہؑ



بی بی فاطمہؑ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ اُن کی والدہ کا نام حضرت خدیجہؑ تھا۔ بی بی فاطمہؑ نیک، عبادت گزار اور بہت محنتی خاتون تھیں۔ وہ دن اور رات کے زیادہ تر حصوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتی تھیں۔ اُنھوں نے بہت سادہ زندگی گزاری اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کیا۔ بی بی فاطمہؑ کی زندگی دنیا کی تمام عورتوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

حضرت محمدؐ اپنی بیٹی سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ حضرت محمدؑ جب بھی کسی سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں دو رکعت نمازِ نفل ادا کرتے اور پھر بی بی فاطمہؑ کے گھر جاتے۔ بی بی فاطمہؑ جب بھی آپؐ سے ملنے آتیں تو حضورؐ اپنی چادر بچھا کر انھیں اپنے پاس بٹھا لیتے۔

بی بی فاطمہؑ کی شادی حضرت علیؑ سے ہوئی تھی۔ اُن کے بچوں میں حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ اور حضرت زینبؑ بہت مشہور ہیں۔

بی بی فاطمہؑ اپنے شوہر اور بچوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ گھر کے تمام کام بھی خود کیا کرتی تھیں۔ جیسے کھانا پکانا، برتن صاف کرنا، جھاڑو دینا، غلہ صاف کرنا اور آٹا پیسنا۔ بہت زیادہ محنت کرنے کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے۔ ایک مرتبہ بی بی فاطمہؑ اپنے واسطے ایک خدمت گار طلب کرنے کے لیے حضورؐ کے پاس گئیں۔ اُس وقت آپؐ صحابیوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ بی بی فاطمہؑ شرم و لحاظ کی وجہ سے حضورؐ سے کچھ نہیں مانگ سکیں اور واپس گھر چلی آئیں۔ بعد میں آپؐ خود بی بی فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے اور اُن

سے آنے کی وجہ پوچھی۔ بی بی فاطمہ خاموش رہیں۔ حضرت علیؑ نے خدمت گار طلب کرنے والی بات بتائی تو آپؐ نے اپنی چہیتی بیٹی سے فرمایا: ”بیٹی صبر کرو۔ رات کو سونے سے پہلے سبحان اللہ 33 بار، الحمد للہ 33 بار اور اللہ اکبر 34 بار پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لیے ایک ملازم کی خدمات سے کہیں بہتر ہوگا۔“ بی بی فاطمہؑ نے جواب دیا: ”میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا میں خوش ہوں۔“

بی بی فاطمہؑ نے کبھی دولت کی خواہش نہیں کی۔ گھر میں کھانا نہ ہوتا تو وہ فاقہ کر لیتیں اور کسی کو خبر تک نہ ہوتی۔ اس کے باوجود جب بھی موقع ملتا، وہ غریبوں کی مدد کرتی تھیں۔ کئی بار ایسا ہوا کہ وہ اور ان کے بچے فاقے سے ہیں، کھانے کا سامان مہیا ہوا، لیکن اسی وقت کسی سائل نے صدا دی۔ بی بی فاطمہؑ نے کھانا سائل کو دے دیا اور خود اُن کے یہاں فاقہ ہی رہا۔ بی بی فاطمہؑ عورتوں کو ایمان داری، خدمت گزاری اور محبت بھرے برتاؤ کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ اُنھوں نے اپنے اثار اور اخلاق سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا تھا اور سب اُن کی عزت کرتے تھے۔

وصال سے کچھ عرصے پہلے اپنی علالت کے دوران حضورؐ نے اپنی بیٹی سے بہت دھیمی آواز میں کچھ فرمایا جس پر بی بی فاطمہؑ رونے لگیں۔ اس کے بعد حضورؐ نے ایک اور بات ایسے ہی انداز میں کہی اور اس بار وہ مسکرا نے لگیں۔ بعد میں پوچھے جانے پر بی بی فاطمہؑ نے بتایا کہ پہلی مرتبہ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ آپؐ بہت جلد اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے۔ اس پر انھیں رونا آ گیا تھا۔ اس کے بعد حضورؐ نے اُنھیں بتایا کہ میری اولاد میں سے سب سے پہلے تم میرے پاس آؤ گی، اس بات پر وہ مسکرا دی تھیں۔ بی بی فاطمہؑ حضرت محمدؐ کے وصال کے تقریباً چھ ماہ بعد تیس 23 سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

بی بی فاطمہؑ کی زندگی سے نصیحت ملتی ہے کہ ہمیں صبر سے کام لینا چاہیے، اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کی خدمت کرنی چاہیے، محنت سے جی نہیں چرانا چاہیے، مصیبت اور فاقے میں بھی خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

مشق

لفظ اور معنی:

عبادت گزار	:	عبادت کرنے والا/والی
غلّہ	:	اناج
خدمت گار	:	خدمت کرنے والا، خادم
صحابی	:	حضور کے ساتھی
رضا	:	خوشی
مہیا	:	تیار، موجود
سائل	:	سوال کرنے والا، مانگنے والا
صدا	:	آواز، پکار
فاقہ کرنا	:	بھوکا رہنا
ایثار	:	قربانی، دوسروں کے لیے اپنے فائدے کو چھوڑ دینا
وصال	:	انتقال، خدا سے جا ملنا
دل کو موہ لینا	:	دل جیت لینا

غور کیجیے:

♦ محنت کرنے والوں سے اللہ اور اُس کے رسولؐ خوش ہوتے ہیں۔ ہمیں بھی محنت سے جی نہیں چرانا چاہیے۔

♦ وصال کے معنی ہیں 'ملنا' جن لوگوں کو مذہبی اعتبار سے بزرگ مانا جاتا ہے، ان کی دنیا سے رخصت کے لیے احترام کے طور پر انتقال کے بجائے وصال کا لفظ استعمال ہوتا ہے یعنی خدا سے جا ملنا۔

سوچیے بتائیے اور لکھیے:



- 1- بی بی فاطمہؓ کی والدہ کا نام کیا تھا؟
- 2- بی بی فاطمہؓ کے شوہر اور اُن کے بچوں کے نام بتائیے۔
- 3- بی بی فاطمہؓ اپنے گھر کے کیا کیا کام کرتی تھیں؟
- 4- حضرت محمدؐ نے اپنی بیٹی کو خدمت گار کے پالنے سے زیادہ بہتر کیا بات بتائی؟
- 5- بی بی فاطمہؓ عورتوں کو کیا تعلیم دیا کرتی تھیں؟
- 6- بی بی فاطمہؓ کی زندگی سے ہمیں کیا نصیحت ملتی ہے؟

نیچے دیے ہوئے لفظوں سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:



صحابیوں

عورتوں

فاطمہؓ

مختی

سردار

بہترین

- 1- بی بی فاطمہؓ نیک، عبادت گزار اور بہت خاتون تھیں۔
- 2- بی بی فاطمہؓ کی زندگی دنیا کی تمام کے لیے نمونہ ہے۔
- 3- آپؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جنت کی عورتوں کی ہیں۔
- 4- اُس وقت آپؐ کے ساتھ بیٹھے تھے۔

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے:



بی بی فاطمہؓ حضورؐ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ کا نام حضرت خدیجہؓ تھا۔ بی بی فاطمہؓ نیک، عبادت گزار اور مختی خاتون تھیں۔ وہ دن اور رات کے زیادہ تر حصوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھیں۔ انھوں نے بہت سادہ زندگی گزاری۔

اوپر کے جملوں میں جن لفظوں کے اوپر لکیر کھینچ دی گئی ہے، وہ بی بی فاطمہؓ (اسم) کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

ایسے الفاظ جو کسی اسم کی جگہ استعمال کیے جاتے ہیں انہیں 'ضمیر' کہتے ہیں۔

♦ آپ بھی سبق سے ایسے تین جملے تلاش کر کے لکھیے جن میں اسم کی جگہ ضمیر کا استعمال ہوا ہو۔

.....

.....

.....

ان لفظوں سے جملے بنائیے اور خالی جگہوں میں لکھیے:

.....	نیک
.....	سردار
.....	سفر
.....	خدمت گار
.....	برتن
.....	شرم

نیچے دیے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے:

چھوٹی	نیک	پاس	بہترین	غریب	صاف	رونا	ایمان داری
.....							

’الف‘ اور ’ب‘ کالم کے صحیح حصّوں کو ملا کر جملے مکمل کیجیے:



ب

الف

آپ کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے۔

بی بی فاطمہؓ حضرت محمدؐ کی

آپؐ نے اپنی چہیتی بیٹی سے فرمایا — ”بیٹی صبر کرو“۔

بی بی فاطمہؓ جب بھی آپؐ سے ملنے آتیں تو

اور محبت بھرے برتاؤ کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔

بہت زیادہ محنت کرنے کی وجہ سے

حضورؐ اپنی چادر بچھا کر انھیں اپنے پاس بٹھا لیتے تھے۔

حضرت علیؓ نے خدمت گار طلب کرنے والی بات بتائی تو

سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔

بی بی فاطمہؓ عورتوں کو ایمان داری، خدمت گزاری

نیچے دیے گئے جملوں میں سے محاورے الگ کر کے لکھیے:



- 1- انھوں نے اپنے ایثار اور قربانی سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا تھا۔
- 2- بی بی فاطمہؓ تیس (23) سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔
- 3- محنت سے جی نہیں چرانا چاہیے۔

یاد کیجیے:

۴ حضرت محمدؐ کے نام کے آگے 'صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم' کی علامت کے طور پر لکھا جاتا ہے۔

۵ 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ' کی علامت کے طور پر صحابیوں کے نام کے آگے لکھا جاتا ہے۔

بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:

عبادت گزار خواہش صحابی حضرت سائل

.....				
.....				
.....				
.....				
.....				
.....				



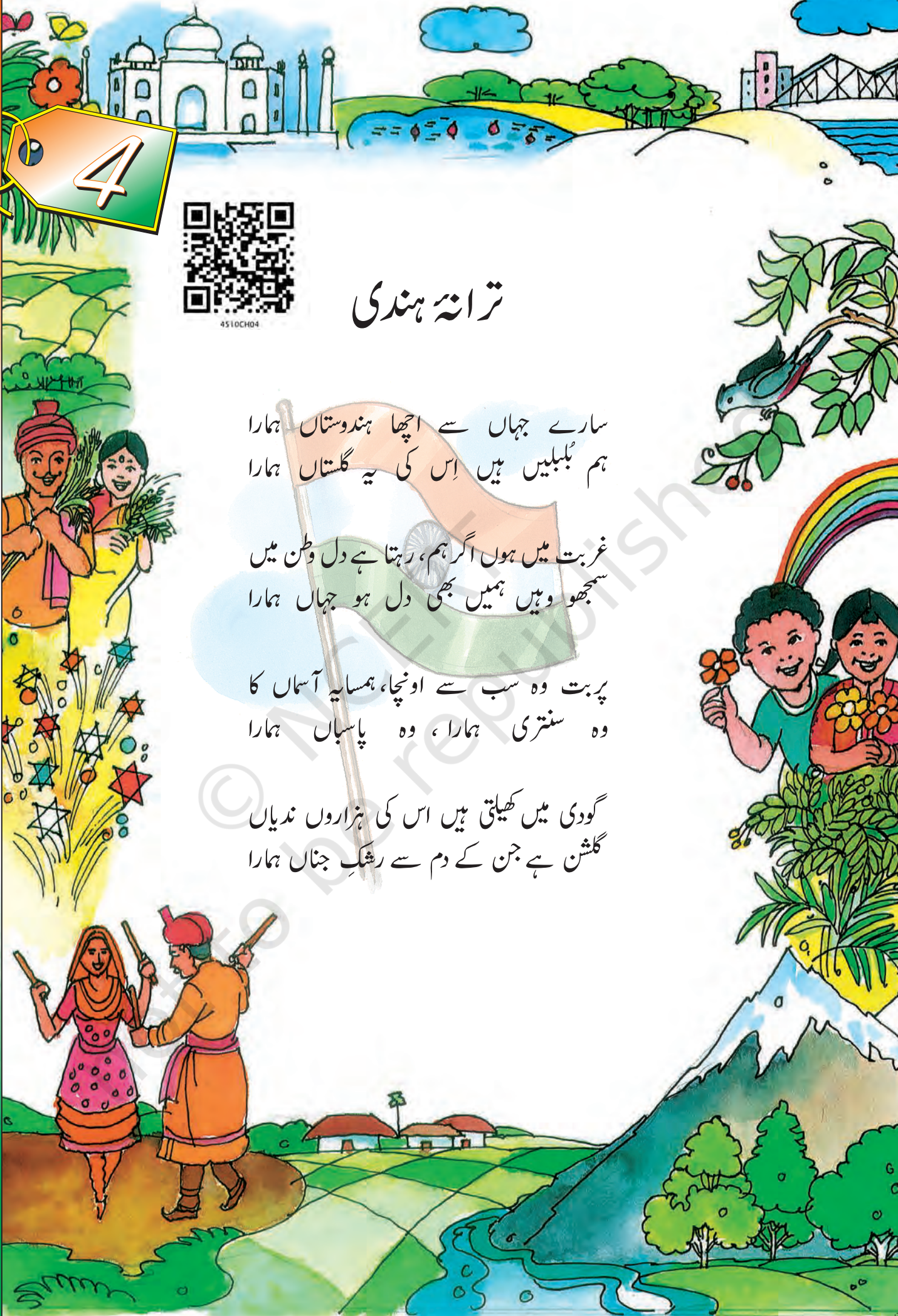
ترانہ ہندی

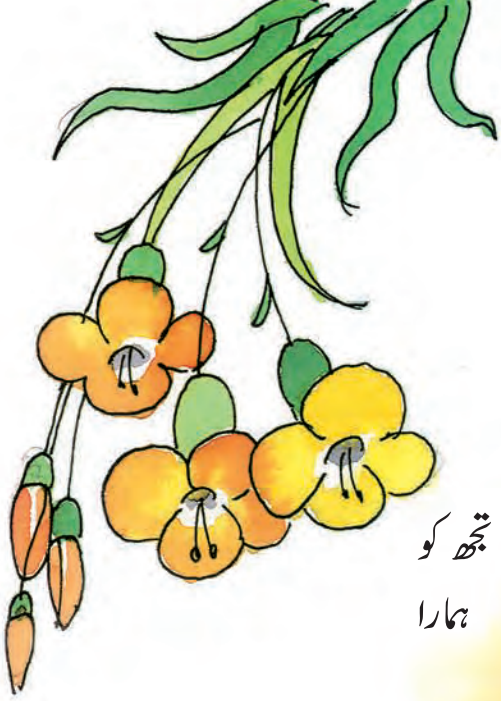
سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی دل ہو جہاں ہمارا

پربت وہ سب سے اونچا، ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا، وہ پاسباں ہمارا

گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشکِ جناں ہمارا





اے آبِ رودِ گنگا! وہ دن ہے یاد تجھ کو
اترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم، وطن ہے ہندوستان ہمارا

کچھ بات ہے کہ ہستی مٹی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا

(علامہ اقبال)



مشق

لفظ اور معنی:



گلستاں	:	باغ
ہم سایہ	:	پڑوسی
سنتری	:	چوکیدار، سپاہی
غربت	:	پردیس
پاسبان	:	رکھوالا
گلشن	:	باغ
ریشکِ جناں	:	جنت بھی جس کی طرح ہونے کی تمنا کرے
رود	:	ندی
کارواں	:	قافلہ، مسافروں کی جماعت
پیر	:	دشمنی
ہستی	:	زندگی، وجود
دورِ زماں	:	زمانے کی گردش، زمانہ

غور کیجیے:



- ♦ ترانہ ہندی علامہ اقبال کی بہت مشہور نظم ہے۔ اسے ہمارے قومی ترانوں میں اہم مرتبہ حاصل ہے۔
- ♦ آج بھی یہ نظم پورے دیس میں اسی طرح شوق سے پڑھی اور سنی جاتی ہے جس طرح آزادی سے پہلے اس کو سُن کر لوگ وطن کی محبت میں سرشار ہو جاتے تھے۔
- ♦ آخری شعر میں شاعر نے بتایا ہے کہ ہندوستان پر بہت حملے کیے گئے لیکن ہماری تہذیب اور ہمارے

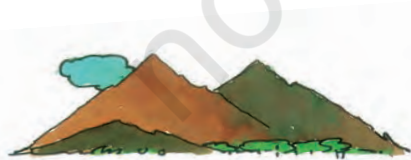
قومی اتحاد کی بنیادیں اتنی مضبوط ہیں کہ کوئی انھیں نقصان نہیں پہنچا سکا۔
 ہندوستان کے پہلے خلا باز راکیش شرما سے اس وقت کی وزیراعظم محترمہ اندرا گاندھی نے جب پوچھا
 تھا کہ خلا سے آپ کو ہندوستان کیسا نظر آتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا تھا:
 ”سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا“

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- ’بلبلیں‘ اور ’گلستان‘ سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
- 2- نیچے دیے ہوئے مصرعے کا کیا مطلب ہے؟
- ’غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن میں‘
- 3- علامہ اقبال نے ’سنتری‘ اور ’پاسبان‘ کسے کہا ہے؟
- 4- رشکِ جناب سے کیا مراد ہے؟
- 5- مذہب کیا نہیں سکھاتا؟
- 6- اس نظم میں آپ کو کون سا شعر سب سے زیادہ پسند ہے اور کیوں؟

نیچے دی ہوئی تصویروں پر دو دو جملے لکھیے:





نیچے دیے ہوئے خانوں کو پُر کیجئے:

ہستی		مذہب		صدی		آسمان		واحد
	جہانوں		دشمنوں		ندیاں		بلبلیں	جمع

الفاظ کی ترتیب درست کر کے صحیح مصرعے خالی جگہوں میں لکھیے:



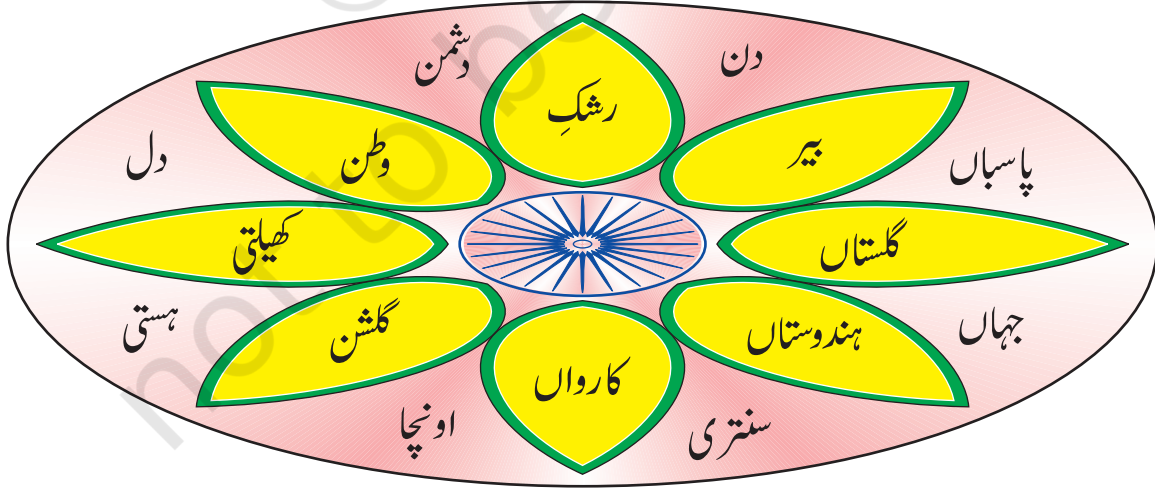
اس کی ہم بلبلیں ہیں یہ ہمارا گلستان کچھ بات ہے کہ ہماری ہستی نہیں مٹی

دورِ زماں صدیوں ہمارا دشمن رہا ہے ہزاروں ندیاں اس کی گودی میں کھیلتی ہیں

ہمیں بھی وہیں سمجھو جہاں ہمارا دل ہو وہ سب سے اونچا پر بت کا ہمسایہ آسمان

نیچے دیے ہوئے الفاظ کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کر کے نظم مکمل کیجیے:

سارے جہاں سے اچھا ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ ہمارا
غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے..... وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی دل ہو ہمارا
پربت وہ سب سے ہمسایہ آسماں کا
وہ ہمارا وہ ہمارا
گودی میں ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
..... ہے جن کے دم سے جناں ہمارا
اے آبِ رودِ گنگا! وہ ہے یاد تجھ کو
اترا ترے کنارے جب ہمارا
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں رکھنا
ہندی ہیں ہم، ہے ہندوستان ہمارا
کچھ بات ہے کہ مٹی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دورِ زماں ہمارا



نیچے ہر لفظ کے سامنے تین تین لفظ دیے گئے ہیں۔ مثال کے مطابق صحیح متضاد لفظ کے گرد دائرہ بنائیے:

شام	دن	آج	_____	رات	مثال:
نیک	بُرا	صاف	_____	اچھا	
نیچا	اوپر	بڑا	_____	اونچا	
پردیسی	اجنبی	دوست	_____	دشمن	

نیچے دیے ہوئے لفظوں کے ہم معنی الفاظ، حروف کے جال سے تلاش کیجیے اور خالی جگہوں میں لکھیے:

م	ر	غ	ا	ب
پ	ن	پ	د	ن
ا	و	ہ	ب	د
ن	ا	ا	ج	ی
ی	لا	ڑ	ہ	پ
لا	ا	و	کھ	ر

..... باغ : گلستان

..... پاسباں

..... روڈ

..... پربت

..... آب

ہندوستان کی پانچ مشہور ندیوں کے نام لکھیے:



.....

.....

.....

عملی کام



اقبال کے اس ترانے کو ترنم کے ساتھ پڑھنے کی مشق کیجیے۔

ہندوستان کا قومی پرچم بنائیے اور اس میں رنگ بھریے۔





لڑکا لڑکی ایک سمان

مَنی اور گدّو بھائی بہن تھے۔ ایک دن مَنی نے آم کے پیڑ پر چڑھ کر ایک آم توڑا۔ اُس کا مٹھو اس کے ساتھ تھا۔ مَنی گھر آئی تاکہ آم کو اپنے بھائی گدّو کے ساتھ مل کر کھا سکے۔



ماں نے آم کے دو حصے کیے۔ ایک بڑا اور ایک چھوٹا۔ بڑا حصہ گدّو کو دیا اور چھوٹا مَنی کو۔ مَنی کو یہ اچھا نہیں لگا۔ اُس نے ماں سے شکایت کی۔ ماں بولی — ”بیٹی، کیا تم نہیں جانتیں کہ لڑکوں کا حصہ



لڑکیوں سے زیادہ ہوتا ہے۔“

”کیوں“ مٹی نے پوچھا۔

”اس لیے کہ وہ زیادہ محنت کا کام

کرتے ہیں۔“ ماں نے جواب دیا۔

یہ سن کر مٹی چپ ہو گئی۔

دو پہر میں کھانے کے وقت بھی

مٹی نے دیکھا کہ ماں کا دھیان گڈو کی طرف

زیادہ ہے۔ ماں نے اسے انڈا دیا تھا اور مٹی کو

نہیں دیا تھا۔ مٹھو کو بھی یہ سب اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ جب سب ہاتھ دھونے گئے تو مٹھو نے انڈے کے دو

حصے کیے اور آدھا آدھا گڈو اور مٹی کی پلیٹوں میں رکھ دیا۔ واپس آکر ماں نے دیکھا تو مٹی سے

کہا — ”مٹی انڈا گڈو کو واپس دے دو۔“

مٹی ڈر گئی اور انڈے کا آدھا ٹکڑا بھی گڈو کی پلیٹ میں رکھ دیا۔ ابا کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔

وہ بولے — ”مٹی اور گڈو دونوں

بڑھتی عمر کے بچے ہیں۔ دونوں

میں فرق نہیں کرنا چاہیے۔“

ماں بولی — ”یہ کوئی نئی بات

نہیں ہے۔ ایسا تو ہمیشہ سے ہوتا

آیا ہے۔“

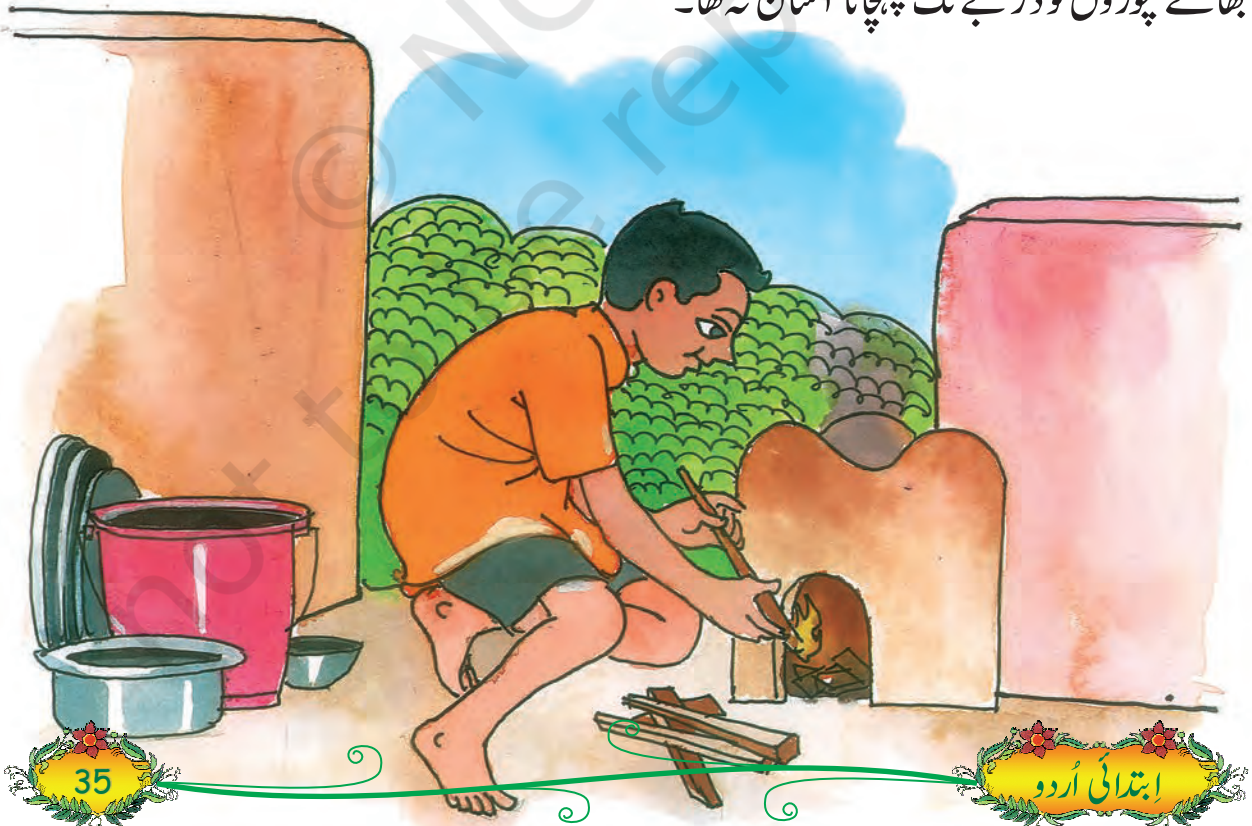


گڈو کو لگتا تھا کہ اُس کا کام مٹی سے زیادہ محنت کا ہے اس لیے اُس کو بڑا حصہ ملنا ہی چاہیے۔
وہ بولا — ”مٹی کا کام بھی تو مجھ سے آسان ہے۔“

یہ سن کر مٹی کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اس نے کہا: ”کل چھٹی کا دن ہے۔ کیوں نہ ہم ایک دن کے لیے اپنے اپنے کام بدل لیں۔ تم میرا کام کرو اور میں تمہارا۔“ گڈو نے اس کی بات مان لی۔
دوسرے دن صبح مٹی نے مٹھو سے کہا: ”گڈو کو اٹھا دو، اُسے چولہا جلانا ہے۔“ گڈو کو صبح اتنی جلدی اٹھنے کی عادت نہیں تھی۔ وہ نیند میں تھا لیکن اُسے اٹھنا پڑا۔

گڈو کو احساس ہوا کہ چولہا جلانا اتنا آسان کام نہیں۔ سارا دھواں اُس کی آنکھوں اور ناک میں گھس رہا تھا۔ چولہا جلا کر اُس نے سارے گھر میں جھاڑو لگائی۔ بے چارہ گڈو! اُسے یہ سب کرنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ بڑی بے دلی سے اُس نے یہ کام کیے۔

اب مرغی کے بچوں کو دانہ ڈالنا تھا۔ اس کام میں بھی اُسے بڑی مشکل پیش آئی۔ ادھر ادھر دوڑتے بھاگتے چوزوں کو ڈر بے تک پہنچانا آسان نہ تھا۔



دوسری طرف مٹی آرام سے کچھ دیر بعد اُٹھی۔ وہ اپنے مٹھو کو لے کر پالتو گائے لالی کو چرانے کے لیے نکلنے لگی تو گڈو نے اس سے کہا: دیکھو مٹی! یہ خیال رکھنا کہ لالی کسی دوسرے کے کھیت میں نہ چلی جائے۔ مٹی کے جانے کے بعد اُس نے اس جگہ کی صفائی کی جہاں گائے باندھی جاتی تھی۔ پھر اچھی طرح ہاتھ دھو کر برتن مانجھنے لگا۔ اس کے بعد اُس نے گھڑوں میں پانی بھرا۔

اُدھر مٹی نے گائے کو چرانے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس نے تھوڑی دیر پتنگ اُڑائی۔ کچھ دیر چھوٹے چھوٹے کنکروں سے کھیلتی رہی۔ پھر ایک پیڑ کے سائے میں بیٹھ کر آرام کرنے لگی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں اُس کی آنکھ لگ گئی۔

اچانک مٹھو کی ٹپس ٹپس سے اُس کی آنکھ کھلی۔ وہ کہہ رہا تھا: ”لالی گاؤں کے کھیا کے کھیت میں گھس گئی ہے۔“ مٹی لالی کے پیچھے بھاگی۔ لالی نے اُسے خوب ستایا۔ بڑی مشکل سے وہ اُسے پکڑ پائی۔

منی شام کو گھر لوٹی تو دیکھا گڈو بہت تھکا ہوا ہے۔ اُس کا چہرہ اُترا ہوا تھا۔ اُسے بھوک بھی لگی تھی۔ ماں نے گڈو کو دن بھر کام کرتے دیکھا تھا۔ اُسے اُس پر ترس آ رہا تھا۔ اب اُسے لگا کہ واقعی مٹی دن بھر کتنی محنت کرتی ہے۔ اُس رات

ماں نے مٹی کو وہ کھانا کھلایا جو گڈو کھاتا تھا۔



منی کی پلیٹ دیکھ کر گڈو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

”اتنا کام کرنے کے بعد یہ کھانا؟“ اُس نے روتے ہوئے کہا۔

اُس کی اس بات پر سب ہنس پڑے۔

اب یہ بات اُن سب کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ کھانے میں دونوں کو برابر کا حصہ ملنا چاہیے۔

دوسرے دن گڈو جب اسکول سے لوٹ رہا تھا تو سڑک کے کنارے امرود کے پیڑ سے ایک امرود

توڑا۔ گھر آ کر اُس نے آدھا امرود کاٹ کر منی کو دیا اور بولا: ”تم بہت محنت کرتی ہو۔“ اُس نے وعدہ کیا

کہ اب وہ گھر کے کاموں میں اُس کی مدد کیا کرے گا۔

منی نے بھی اس بات کو مانا کہ گڈو کا کام آسان نہیں ہے۔

مٹھو نے امرود کے دونوں ٹکڑوں کو دیکھا اور بولا: ”ٹیں ٹیں۔ لڑکا لڑکی ایک سمان۔“



مشق

لفظ اور معنی

سمان	:	برابر
ذہن	:	دماغ
آنکھ لگ جانا	:	سوجانا
چہرہ اتر جانا	:	چہرے سے تھکن کا پتا چلنا
ترس آنا	:	ہمدردی پیدا ہونا

غور کیجیے:



- ♦ بیٹی اور بیٹے میں جو فرق کیا جاتا ہے، اس سبق میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔
- ♦ آخر میں مصنف نے کہا ہے کہ کام سب کے برابر ہیں۔ اسی لیے طوطے سے کہلوایا گیا ہے کہ لڑکا لڑکی ایک سمان ہوتے ہیں۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- یہ بات ماں نے کیوں کہی کہ لڑکوں کا حصہ لڑکیوں سے زیادہ ہوتا ہے؟
- 2- ابا کے خیال سے لڑکے اور لڑکی دونوں میں فرق کیوں نہیں ہونا چاہیے؟
- 3- منی کیوں ڈر گئی تھی؟
- 4- چوہا جلاتے وقت گڈو کے ساتھ کیا ہوا؟
- 5- ماں کو گڈو پر ترس کیوں آ رہا تھا؟
- 6- آخر میں سب کی سمجھ میں کیا بات آئی؟

کس نے کیا کہا؟ ان میں سے ہر ایک کا کوئی ایک جملہ لکھیے:



ان کے کام کیا کیا تھے؟ دو دو جملوں میں لکھیے:



نیچے دی گئی تصویروں کو غور سے دیکھیے:



گلاس — کرسی

استاد — استانی

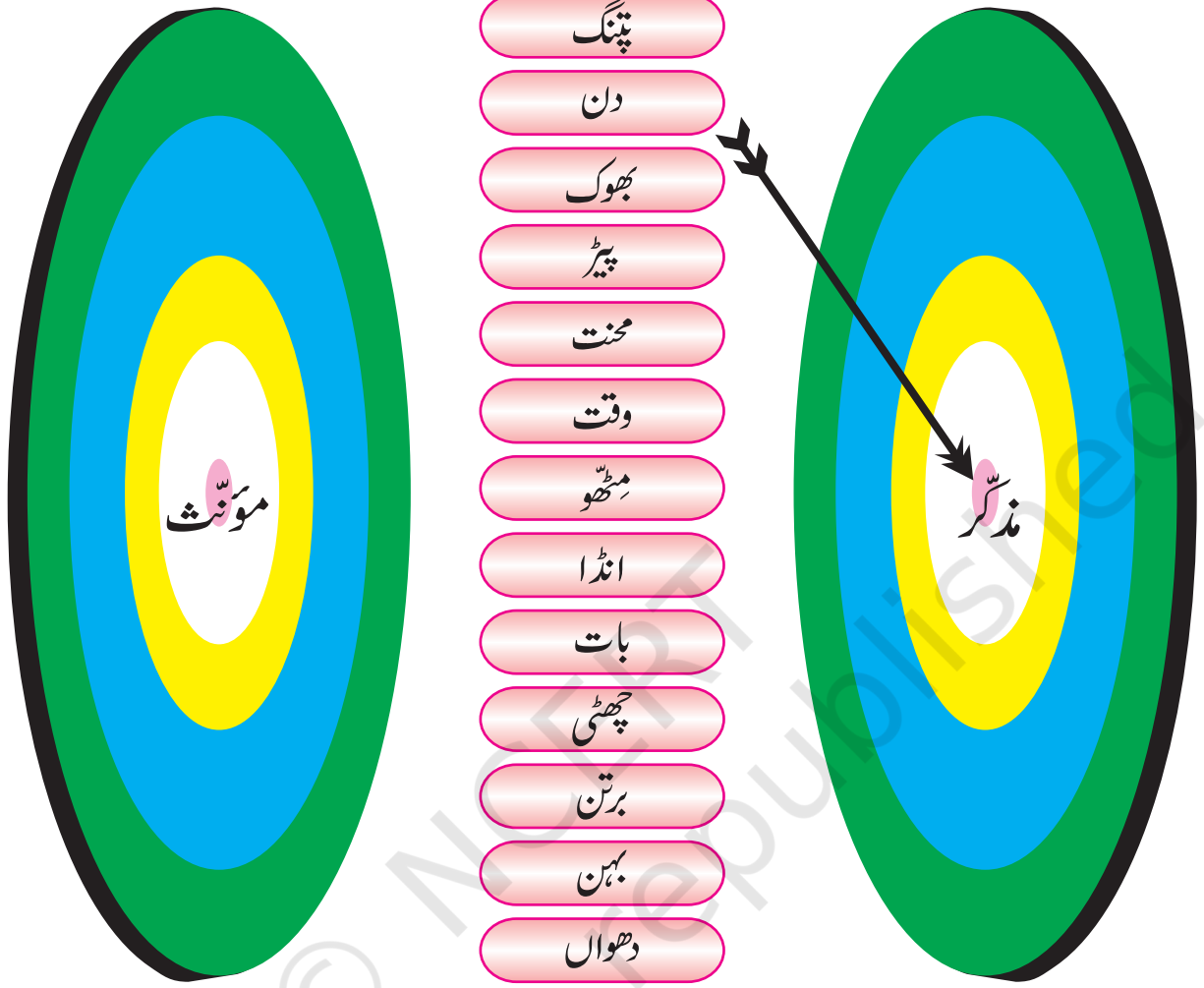
لڑکا — لڑکی

اوپر دی گئی تصویروں سے 'نر' اور 'مادہ' کا پتا چلتا ہے، 'نر' کو 'مذکر' اور 'مادہ' کو 'مؤنث' کہتے ہیں۔ بے جان چیزیں بھی 'مذکر' اور 'مؤنث' بولی جاتی ہیں۔ جیسے پنکھا، گلاس، ٹماٹر 'مذکر' ہیں اور گھڑی، سرک، کرسی 'مؤنث' ہیں۔

ابتدائی اُردو

40

♦ ان لفظوں کو پڑھیے اور 'مذکر'، 'مؤنث' کی پہچان کر کے مثال کے مطابق نشان بنائیے:



ان لفظوں سے جملے بنائیے اور خالی جگہوں میں لکھیے:

- شکایت
- پتنگ
- محنت
- وعدہ
- حصہ

ان لفظوں کے واحد لکھیے:



جمع	اوقات	شکایات	خیالات	عادات	احساسات	مشکلات	واقعات
واحد							

ان جملوں کو خوش خط لکھیے:

1- ادھر ادھر دوڑتے بھاگتے چوزوں کو ڈربے تک پہنچانا آسان نہ تھا۔

.....

2- پھر اچھی طرح ہاتھ دھو کر برتن مانجھنے لگا۔

.....

3- کچھ دیر چھوٹے چھوٹے کنکروں سے کھیلتی رہی۔

.....

4- تھوڑی دیر میں اُس کی آنکھ لگ گئی۔

.....

عملی کام:



اس کہانی کا دوسرا عنوان کیا ہو سکتا ہے؟

.....

.....



اس کہانی میں پالتو جانور اور پرندوں کے نام آئے ہیں ان کی تصویریں بنا کر ان پر دو دو جملے لکھیے:



.....

.....



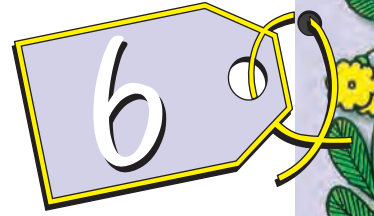
.....

.....



4510CH06

ہمدردی



ایک مرتبہ عید کو ایک بڑی بھاری ٹوپی مجھ کو اماں جان نے بنا دی تھی۔ وہی ٹوپی اوڑھے ہوئے خالہ جان کے یہاں جاتا تھا۔ میاں مسکین کے کوچے میں پہنچا تو بہت سے چپراسی پیادے ایک گھر کو گھیرے ہوئے تھے اور بہت سے تماشائی بھی وہاں جمع تھے۔ یہ دیکھ کر میں بھی ان لوگوں میں جا گھسا۔ معلوم ہوا کہ ایک غریب، نہایت غریب، بوڑھی سی عورت ہے چھوٹے چھوٹے کئی بچے ہیں۔ سرکاری پیادے اس کے میاں کو پکڑے لیے جاتے ہیں۔ اس واسطے کہ اس نے کسی بچے کے یہاں سے ادھار کھایا تھا اور بچے نے اس پر ڈگری جاری کرائی تھی۔ وہ مردمانتا تھا کہ قرضہ واجب ہے، مگر کہتا تھا کہ میں کیا کروں۔ اس وقت بالکل تہی دست ہوں۔

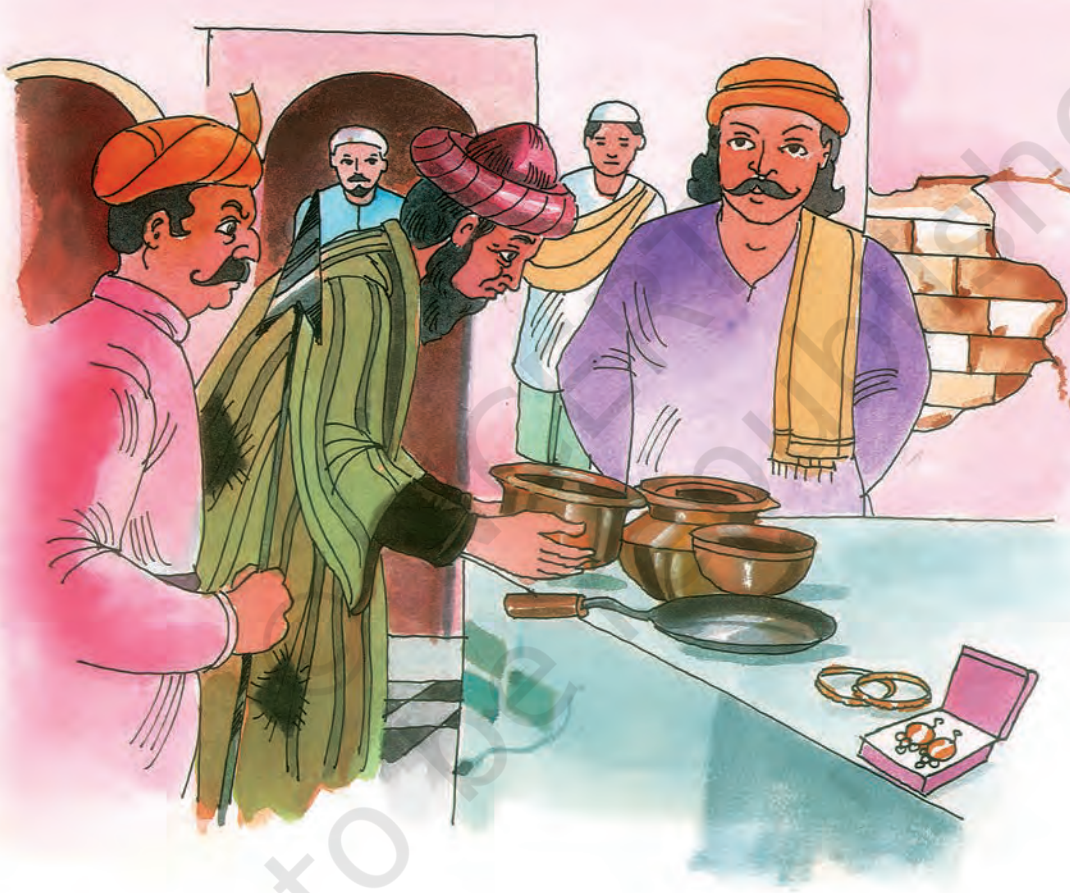


ہر چند اس بے چارے نے پیسے کی اور سرکاری پیادوں کی بہتیری خوشامد کی، مگر نہ بنیا مانتا تھا نہ پیادے باز آتے تھے اور پکڑے لیے جاتے تھے۔ لوگ جو وہاں کھڑے تھے، انہوں نے بھی کہا لالہ! جہاں تم نے اتنے دنوں صبر کیا، دس یا پانچ روز اور صبر کر جاؤ۔ بنیا بولا: ”اچھی کہی، میاں جی! اچھی کہی۔ برسوں کا ناٹواں اور روج کی ٹال مٹول۔ بھگوان جانے، ابھی کھان صاحب کی اجّت اتروائے لیتا ہوں“ وہ شخص جس پر ڈگری جاری تھی، غریب تو تھا لیکن غیرت مند بھی تھا۔ پیسے نے جو عزّت اتروانے کا نام لیا، سرخ ہو گیا اور گھر میں گھس تلوار میان سے نکالنا چاہتا تھا کہ پیسے کا سرا لگ کر دے کہ اس کی بیوی اس کے پیروں سے لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی خدا کے لیے، کیا غضب کرتے ہو؟ یہی تمہارا غصہ ہے تو پہلے مجھ پر اور بچوں پر ہاتھ صاف کرو۔ کیوں کہ تمہارے بعد تو ہمارا کہیں بھی ٹھکانا نہیں۔“ ماں کو روتا دیکھ کر بچے اس طرح دھاڑیں مار کر روئے کہ



میرادل دہل گیا۔ دوڑ کر سب کے سب باپ کو لپٹ گئے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر خاں صاحب بھی ٹھنڈے ہوئے اور تلوار کو میان میں ڈال کر کھونٹی سے لٹکا دیا اور بی بی سے کہا— ”اچھا تو نیک بخت، پھر مجھ کو اس بے عزتی سے بچنے کی کوئی تدبیر بتا۔“

بی بی نے کہا— ”بلا سے، جو چیز گھر میں ہے، اس کو دے کر کسی طرح اپنا پنڈ چھڑاؤ۔ تم کسی طرح رہ جاؤ تو پھر جیسی ہوگی دیکھی جائے گی۔“



تو، چکی، پانی پینے کا کٹورا، نہیں معلوم کن کن وقتوں کی ہلکی ہلکی بے قلعی دو پتیلیاں، بس یہی اس گھر کی کل کائنات تھی۔ چاندی کی دو چوڑیاں لیکن ایسی پتلی جیسے تار، اُس نیک بخت عورت کے ہاتھوں میں تھیں۔ یہ سب سامان خاں صاحب نے باہر لا کر اس پینے کے رو برو رکھ دیا۔ اول تو بنیا اُن چیزوں کو ہاتھ ہی نہیں

لگاتا تھا لوگوں نے بہت کچھ کہا سنا، یہاں تک کہ ان سرکاری پیادوں کو بھی رحم آیا۔ انھوں نے بھی پیسے کو سمجھایا۔ بارے خدا خدا کر کے وہ اس بات پر رضا مند ہوا کہ پانچ روپیے اصل، دو روپیے سود، ساتوں کے ساتوں دے دیں تو فارغ خطی لکھ دے۔ لیکن خاں صاحب کا کل اثاثہ چار ساڑھے چار سے زیادہ کا نہ تھا۔ تب پھر گھر گئے تو بی بی سے کہا کہ اڑھائی روپیے کی کسر رہ گئی ہے۔ بی بی نے کہا ”اب تو کوئی چیز میرے پاس نہیں۔ ہاں لڑکی کے کانوں میں چاندی کی بالیاں ہیں۔ دیکھو جو ان کو ملا کر پوری پڑے۔

وہ لڑکی کوئی چھ برس کی تھی۔ بس بعینہ جتنی ہماری حمیدہ۔ اماں جو لگی اس کی بالیاں اتارنے تو وہ لڑکی اس حسرت کے ساتھ روئی کہ مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ میں نے دل میں کہا کہ الہی! اس وقت مجھ سے کچھ بھی اس کی مدد نہیں ہو سکتی۔ فوراً خیال آیا کہ ایک روپیہ اور کوئی دو آنے کے پیسے تو نقد میرے پاس ہیں۔ دیکھو، ٹوپی بک جائے تو خاں صاحب کا سارا قرضہ چک جائے۔ بازار تو قریب تھا ہی۔ فوراً میں گلی کے باہر نکل آیا۔ رومال تو سر سے لپیٹ لیا اور ٹوپی ہاتھ میں لے ایک گوٹے والے کو دکھائی۔ اس نے چھ کی آنکی۔ میں نے چھوٹے ہی کہا ”لا، بلا سے، چھ ہی دے۔“ غرض چھ وہ، ایک میرے پاس نقد تھا، ساتوں روپیے میں نے چپکے سے اس عورت کے ہاتھ پر رکھ دیے۔ تب تک پیادے خاں صاحب کو گرفتار کر کے لے جا چکے تھے اور گھر میں رونا پیٹنا مچ رہا تھا۔ دفعتاً پورے سات روپیے ہاتھ میں دیکھ کر اس عورت پر شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس خوشی میں اس نے کچھ نہیں سوچا کہ یہ روپیہ کیسا ہے اور کس نے دیا ہے۔ فوراً اپنے ہمسائے کو روپیہ دے کر دوڑا یا اور خود بچوں سمیت دروازے میں آکھڑی ہوئی۔ بات کی بات میں خاں صاحب چھوٹ آئے تو بچوں کو کیسی خوشی ہوئی کہ کو دیں اور اچھیلیں۔ کبھی باپ کے کندھے پر کبھی ماں کی گود میں اور کبھی ایک پر ایک۔ اب اُس عورت کو میرا خیال آیا اور بچوں سے بولی کہ کم بختو! کیا اودھم مچائی ہے۔ (میری طرف اشارہ کر کے) دعا دو اس اللہ کے بندے کی جان و مال کو، جس نے آج باپ کی اور تم سب کی

جانیں رکھ لیں۔ نہیں تو ٹکڑا مانگے نہ ملتا۔ کوئی چچا یا ماموں بیٹھا تھا کہ اُس کو تمہارا درد ہوتا، اس مصیبت کے وقت تمہاری دست گیری کرتا۔ صرف ایک باپ کے دم کا سہارا کہ اللہ رکھے، اس کے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں تو محنت سے مزدوری سے، خدا کا شکر ہے، روکھی سوکھی روز کے روز دو وقت نہیں تو ایک ہی وقت مل تو جاتی ہے۔ ہمارے حق میں یہ لڑکا کیا ہے، رحمت کا فرشتہ ہے۔ نہ جان نہ پہچان، نہ رشتہ نہ ناتا۔ اور اس اللہ کے بندے نے مٹھی بھر روپیہ دے کر آج ہم سب کو نئے سرے سے زندہ کیا۔



وہ بچے جس قدر شکرگزاری کی نظر سے مجھ کو دیکھتے تھے، اس کی مسرت اب تک میں اپنے دل میں پاتا ہوں۔ روپیہ خرچ کرنے کے بعد مجھ کو عمر بھر میں بھی ایسی خوشی نہیں ہوئی جیسی اس دن تھی۔

پیدا دے	:	پیدل سپاہی
ڈگری	:	عدالتی فیصلہ، سرکاری حکم
واجب	:	جسے جس کا ادا کرنا ضروری ہو
تہی دست	:	خالی ہاتھ، مفلس
ناٹواں	:	قرض، چڑھی ہوئی رقم
دل دہل جانا	:	کانپ جانا
نیک بخت	:	سیدھا سادا، شریف آدمی
تدبیر	:	ترکیب، حکمت
پنڈ چھڑانا	:	پیچھا چھڑانا
کائنات	:	سرمایہ، پونجی
رو برو	:	آمنے سامنے
رضا مند ہونا	:	بات مان لینا
فارغ خطی	:	رسید، قرض کے وصول ہو جانے کا سرٹیفکیٹ
آٹا شہ	:	سامان، پونجی
کسر	:	کمی
بعینہ	:	ہو بہو، ٹھیک اتنی ہی

آئنا	:	قیمت لگانا
دفعۃً	:	ایک بہ یک، اچانک
شادی مرگ	:	خوشی کے مارے مرجانا
کیفیت	:	حالت
ہمسایہ	:	پڑوسی
شکرگزاری	:	احسان مندی
دست گیری کرنا	:	مدد کرنا، سہارا دینا
مسرت	:	خوشی



غور کیجیے:

- ♦ ڈپٹی نذیر احمد اردو کے مشہور ادیب اور عالم تھے۔ انھوں نے بچوں کے لیے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔
- ♦ اس سبق میں انھوں نے ایک بچے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ جو دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے اور مشکل گھڑی میں کام آتا ہے۔ جو لوگ پریشانی میں ہوں ہمیں ان کی مدد کرنی چاہیے۔
- ♦ اس سبق میں ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے زمانے کی دلی کی عام بول چال کی زبان استعمال کی ہے۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- غریب عورت کے شوہر کو پیادے کیوں پکڑ کر لے جا رہے تھے؟
- 2- بچے نے کس لیے خاں صاحب کو مہلت نہیں دی؟
- 3- خاں صاحب کی گرفتاری پر گھر والوں کا کیا حال ہوا؟
- 4- لڑکے نے خاں صاحب کی مدد کس طرح کی؟
- 5- خاں صاحب کے چھوٹ آنے پر بچوں کو کیسی خوشی ہوئی؟



خالی جگہوں کو نیچے دیے ہوئے لفظوں سے پُر کیجیے:

رحمت اٹاٹھ پیادے تہی دست شادی مرگ

1- سرکاری..... اس کے میاں کو پکڑے لیے جاتے ہیں۔

2- میں اس وقت بالکل..... ہوں۔

3- خاں صاحب کا گُل..... چار ساڑھے چار سے زیادہ کا نہ تھا۔

4- اس عورت پر..... کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔

5- ہمارے حق میں یہ لڑکا کیا ہے،..... کا فرشتہ ہے۔

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے:



بوڑھی عورت



لال ٹوپي



چھوٹے بچے



پتلی پتلی چوڑیاں

♦ اوپر دی ہوئی تصویروں کو دیکھ کر خالی جگہوں کو بھریے:

- ♦ ٹوپی کارنگ ہے۔ ♦ عورت ہے۔
- ♦ چوڑیاں ہیں۔ ♦ بچے ہیں۔
- ♦ جو لفظ آپ نے لکھے ہیں وہ ٹوپی، عورت، چوڑیاں اور بچوں کی کسی نہ کسی خصوصیت کو ظاہر کرتے ہیں۔

ایسے الفاظ جن سے کسی اسم یا ضمیر کی کوئی خصوصیت یعنی اچھائی یا برائی ظاہر ہوتی ہے، انہیں صفت کہتے ہیں۔

♦ تصویروں کی مدد سے اشارے کے مطابق صحیح جوڑے بنائیے:

	آدمی	بڑی	
	بچہ	لال	
	مسجد	گرم	
	چائے	پيلا	
	گلاب	کالی	
	آم	بوڑھا	
	جھنڈا	ترنگا	
	بلی		

نیچے گملے کی پتیوں پر کچھ الفاظ دیے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہم معنی الفاظ تلاش کر کے مثال کے مطابق خالی جگہوں میں لکھیے:

معنی	الفاظ	معنی	لفظ	مثال:	معنی	الفاظ
	عزت	دولت	مال			شور
	تکلیف		قرض			قریب
	ڈگری		غریب			حاجت
	مسکین		حوصہ			ناٹواں
	ہمت		کسر			آمنے سامنے
	ہمسایہ		غلت			اثاثہ
	عقل		آبرو			کمی
	آنکنا		پاس			خوشامد کرنا
			درد			
			سامان			
			روبرو			
			منانا			
			سبحہ			
			عدالتی فیصلہ			

♦ 'جماعت' سے پہلے 'ہم' لگا کر 'ہم جماعت' بنا ہے۔ جس کے معنی ہیں ایک ہی جماعت میں پڑھنے والے۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں سے پہلے 'ہم' لگا کر الفاظ بنائیے اور ان کے معنی بھی لکھیے:

معنی

لفظ

خیال

سفر

شکل

عمر

نام

ان لفظوں سے جملے بنائیے اور خالی جگہوں میں لکھیے:



تہی دست



تذیر



ہمسایہ



دفعۃً



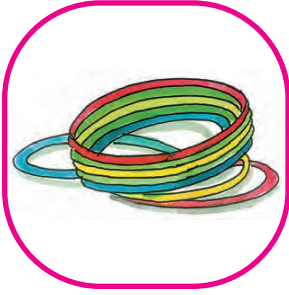
واجب



ہمدردی کے بارے میں پانچ جملے لکھیے:



نیچے دی ہوئی تصویروں پر دو دو جملے لکھیے:



بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:

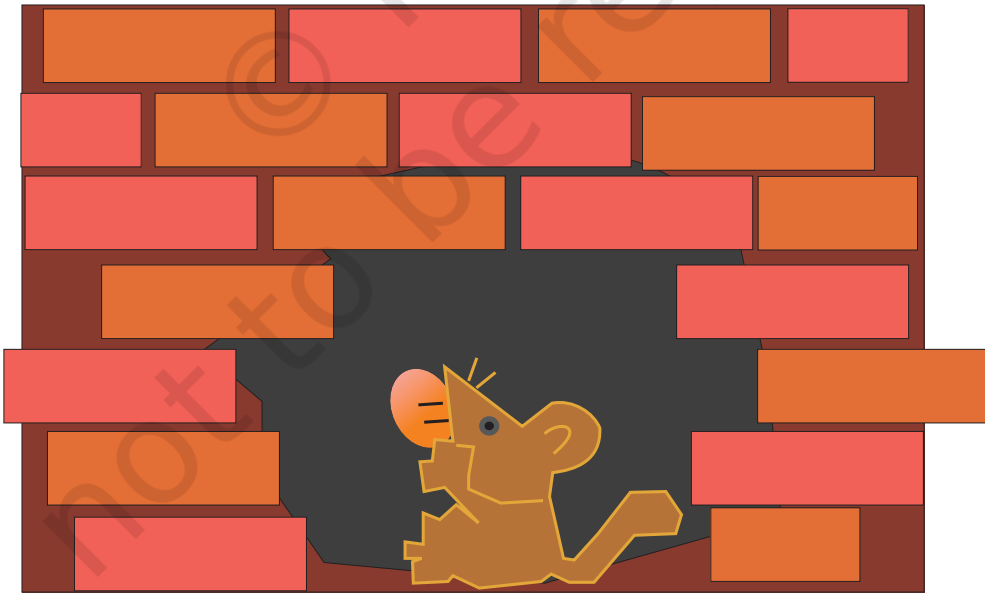
ڈگری

آٹا

فارغ خطی

دفعۃً

تہی دست



میری پتنگ



4510CH07

کتنی پیاری پتنگ ہے میری دیکھ کر عقل دنگ ہے میری
کیسے خوش رنگ، رنگ ہیں اس کے رنگ کیا شوخ و شنگ ہیں اس کے
آسمانوں میں جا کے اڑتی ہے ڈولتی ہے، ادا سے مڑتی ہے
ڈور بھی کاٹ دار ہے اس کی مثل تلوار دھار ہے اس کی
اوپر اٹھتی ہے، نیچے آتی ہے دائیں اور بائیں گھوم جاتی ہے
جب کبھی میں اسے اڑاتا ہوں تو خلاؤں میں خود کو پاتا ہوں
مجھ کو اک دن بلند ہونا ہے ہر کسی کی پسند ہونا ہے
تیز کرتی اُمنگ ہے میری
کتنی پیاری پتنگ ہے میری

(محبوب راہی)



مشق

لفظ اور معنی:



خوش رنگ	:	اچھے رنگ والا
شوخی و شنگ	:	تیز، بھڑکیلا
کاٹ دار	:	دھاردار
مثل	:	طرح، جیسا
خلا	:	زمین سے اوپر کا وہ حصہ جہاں زمین کی کشش ختم ہو جاتی ہے، Space
امنک	:	جوش، ولولہ

غور کیجیے:



♦ اڑتی ہوئی پتنگ دیکھ کر بچے کے دل میں بھی بلندی تک پہنچنے اور کامیاب ہونے کی امنک پیدا ہوتی ہے۔ وہ بھی پتنگ کی طرح اونچائیوں پر پہنچنا چاہتا ہے۔

♦ 'شوخی و شنگ' میں 'و' سے دو لفظوں کو جوڑا گیا ہے۔ یہاں 'و'، 'اور' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس طرح کے لفظوں میں 'و' کو پہلے لفظ کے آخری حرف کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- پتنگ دیکھ کر بچے کی عقل کیوں دنگ ہے؟
- 2- پتنگ کی ڈور کیسی ہے؟
- 3- پتنگ بچے میں کون سی امنک پیدا کرتی ہے؟

- 4- پتنگ اڑاتے ہوئے بچہ خود کو کہاں پاتا ہے؟
5- اس نظم میں بیان کی گئی پتنگ کی چند خوبیاں لکھیے:

نظم کے مطابق مصرعوں کے جوڑ ملائیے:



تو خلاؤں میں خود کو پاتا ہوں
ہر کسی کی پسند ہونا ہے
دیکھ کر عقل دنگ ہے میری
رنگ کیا شوخ و شنگ ہیں اس کے
مثل تلوار دھار ہے اس کی

کتنی پیاری پتنگ ہے میری
ڈور بھی کاٹ دار ہے اس کی
کیسے خوش رنگ، رنگ ہیں اس کے
جب کبھی میں اسے اڑاتا ہوں
مجھ کو اک دن بلند ہونا ہے

ان لفظوں کے متضاد لکھیے:



اٹھنا	دن	تیز	خوش رنگ	اوپر	دائیں	آسمان	بلند

خوش رنگ، دو لفظوں 'خوش' اور 'رنگ' سے مل کر بنا ہے۔ اس کے معنی ہیں 'اچھے رنگ والا'۔
آپ بھی 'خوش' لگا کر چھ الفاظ لکھیے: جیسے: خوش + مزاج = خوش مزاج



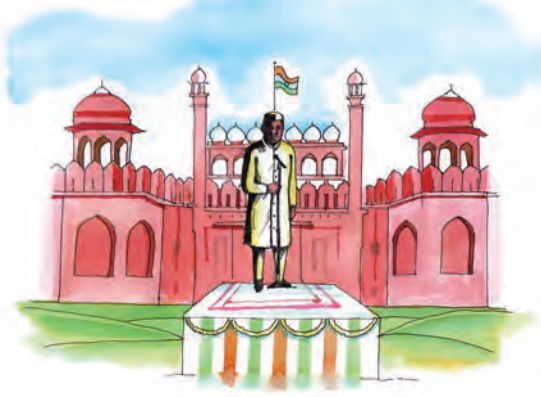
.....	◆		◆
.....	◆		◆
.....	◆		◆



پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے:



نیچے دی ہوئی تصویروں کو غور سے دیکھیے:



◆ شخص: پنڈت جواہر لعل نہرو ◆ جگہ: لال قلعہ ◆ چیز: جھنڈا

کسی شخص، جگہ یا چیز کے نام کو اسم کہتے ہیں۔

اسم کی دو قسمیں ہیں۔ ◆ اسم خاص (معرفہ) ◆ اسم عام (نکرہ)

◆ اسم خاص (معرفہ)



تاج محل



ہندوستان



مہاتما گاندھی

کسی خاص شخص، جگہ یا چیز کے نام کو اسم خاص کہتے ہیں۔ اسے اسم معرفہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے مہاتما گاندھی، ہندوستان اور تاج محل وغیرہ۔

♦ اسم عام (نکرہ)



کتاب



پہاڑ



لڑکی

♦ کسی عام شخص، جگہ یا چیز کو اسم عام کہتے ہیں۔ اسے اسم نکرہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے: لڑکی، پہاڑ اور کتاب وغیرہ۔

♦ نیچے دی ہوئی پتنگوں پر کچھ نام لکھے ہیں۔ ان پتنگوں میں ڈور نہیں بندھی ہے۔ ان میں ڈور باندھ کر صحیح نپے کے ہاتھ میں دیجیے:



’کاٹ دار‘ تیز دھاوا لے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ دو لفظوں ’کاٹ‘ اور ’دار‘ سے مل کر بنا ہے۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کے بعد ’دار‘ لگا کر لفظ بنائیے اور خالی جگہوں میں ان کے معنی لکھیے۔

لفظ + دار	معنی	لفظ + دار	معنی	لفظ + دار	معنی
-----------	------	-----------	------	-----------	------

شان + = ایمان + = جان +
 ہوا + = دنیا + = سمجھ +
 مال + = مزے +

بلند آواز سے پڑھیے اور خوشخط لکھیے:

شوخ و شنگ	اُمنگ	خلا	مثل	خوش رنگ
-----------	-------	-----	-----	---------

.....				
.....				
.....				
.....				

پتنگ پر پانچ جملے لکھیے:



..... ◆

..... ◆

..... ◆

..... ◆

..... ◆

عملی کام:



◆ نیچے بنے ہوئے خانوں میں پتنگیں بنائیے اور رنگ بھریے۔

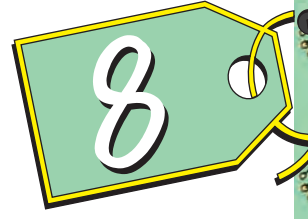
© NCERT not to be republished

not to be republished



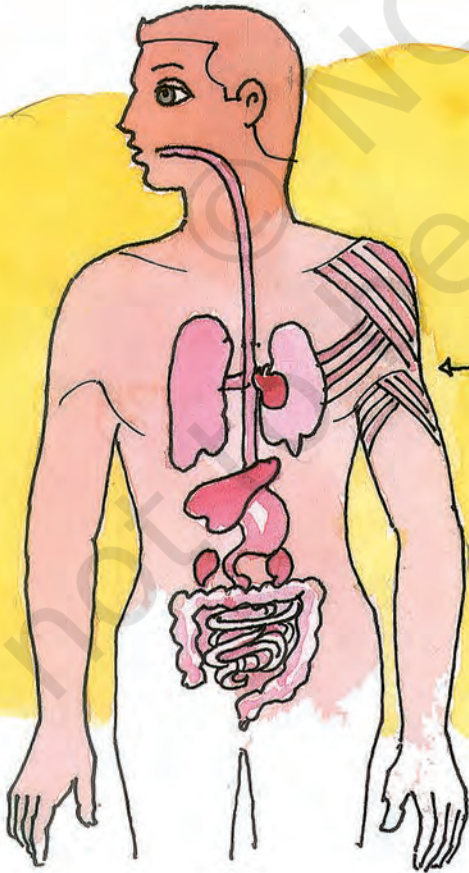
4510CH08

صحت اور صفائی



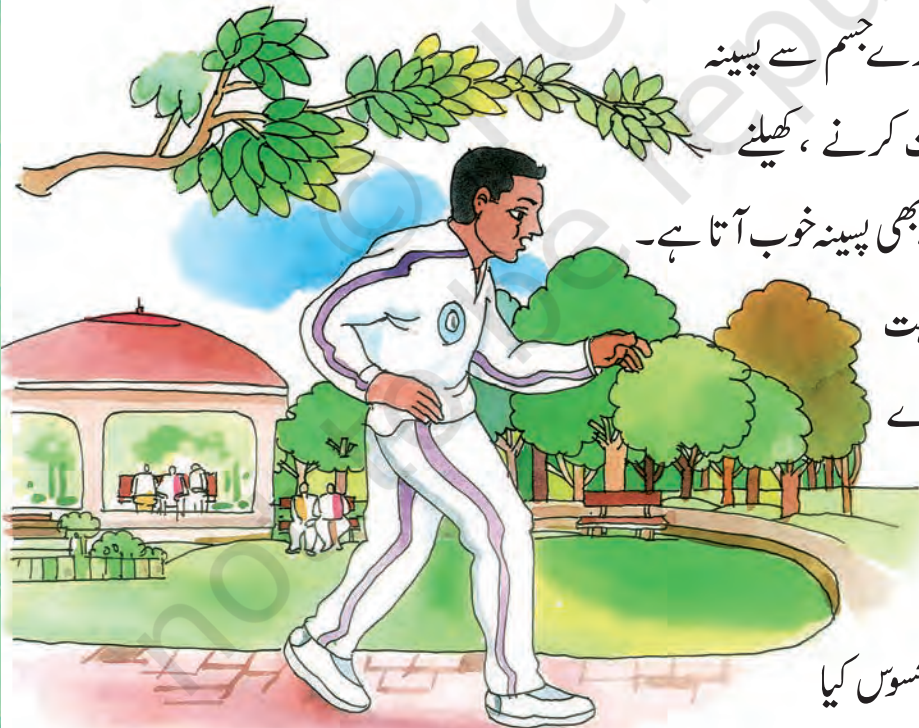
ہماری زندگی کا دارومدار جسمانی صحت پر ہے۔ صحت کے لیے اچھی غذا، کھلی اور تازہ ہوا اور صفائی نہایت ضروری ہے۔ گندگی سے طرح طرح کے کیڑے اور جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ مکھیوں اور مچھروں کو تو ہم دیکھ سکتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ جہاں زیادہ گندگی ہوتی ہے، یہ وہیں زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ ہزاروں جراثیم ایسے ہوتے ہیں جنہیں ہم آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ کیڑے مکوڑے اور بہت سے جراثیم انسان کی صحت کے دشمن ہیں۔ ان کو جیسے ہی موقع ملتا ہے، انسانی جسم پر حملہ کر دیتے ہیں۔ اس سے مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لیے بستی، محلے، گھر اور لباس کی صفائی کے ساتھ جسم کی صفائی بھی ضروری ہے۔

انسانی جسم میں جلد کی بڑی اہمیت ہے۔ جلد ہمارے جسم کا قدرتی لباس ہے۔ یہ ہمارے جسم کو باہر کی گندگی سے بچاتی ہے۔ جلد کی دو پرتیں ہوتی ہیں۔ ایک بیرونی اور دوسری اندرونی۔ بیرونی پرت یعنی وہ حصہ جو ہمیں نظر آتا ہے۔ اس میں رگیں نہیں ہوتیں۔ جلد جب تک صحیح و سالم رہتی ہے، جسم



میں جراثیم داخل نہیں ہو پاتے۔ جلد کہیں موٹی ہوتی ہے کہیں پتلی۔ جسم کے جو حصے زیادہ استعمال ہوتے ہیں، وہاں جلد موٹی بھی ہوتی ہے اور سخت بھی، جیسے تلوے اور ہتھیلی۔ لگاتار استعمال سے جلد کی بیرونی پرت گھسٹی رہتی ہے اور اس کی جگہ نئی پرت بنتی رہتی ہے۔ بیرونی پرت کے نیچے اندرونی پرت ہوتی ہے۔ اس میں باریک رگیں ہوتی ہیں، جن میں خون گردش کرتا رہتا ہے۔ اس پرت کے نیچے پسینے کے غدود ہوتے ہیں۔

جلد ہمارے جسم پر غلاف کی طرح منڈھی ہوتی ہے۔ یہ بہ ظاہر سپاٹ معلوم ہوتی ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ آپ نے کبھی سوچا کہ جسم کے اندر سے پسینہ کیسے نکلتا ہے؟ بات یہ ہے کہ ہماری جلد کو قدرت نے چھلنی کی طرح بنایا ہے۔ اس میں باریک باریک سوراخ ہوتے ہیں جنہیں مسام کہتے ہیں، ان سے پسینہ خارج ہوتا ہے۔ یہ مسام اتنے باریک ہوتے ہیں کہ صرف خوردبین کی مدد سے ان کو دیکھا جاسکتا ہے۔ ان کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ شمار کرنا مشکل ہے بس یوں سمجھ لیجیے کہ ایک مربع سینٹی میٹر میں تقریباً ایک ہزار مسامات ہوتے ہیں۔



گرمی کے موسم میں ہمارے جسم سے پسینہ زیادہ نکلتا ہے۔ جسمانی محنت کرنے، کھیلنے کودنے اور ورزش کرنے سے بھی پسینہ خوب آتا ہے۔

پسینے کے ذریعے جسم کے بہت سے گندے اور فاضل مادے خارج ہو جاتے ہیں۔ پسینے میں پانی، نمک اور کسی قدر چکنائی ہوتی ہے۔ آپ نے محسوس کیا

ہوگا کہ گرمی اور برسات میں بعض لوگوں کے جسم سے بو آتی رہتی ہے۔ یہ جسم سے نکلنے والے انھیں مادوں کی بو ہوتی ہے۔ نہانے سے یہ بودور ہو جاتی ہے۔ اگر جلد کی صفائی نہ کی جائے تو باہر سے گرد و غبار اور اندر سے نکلنے والے مادے مسامات کو بند کر دیتے ہیں اور پسینہ نہیں نکل پاتا۔ بدن پر میل جم جاتا ہے، جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکلنے لگتی ہیں اور خارش ہو جاتی ہے۔ جسم سے گندے مادے خارج نہ ہونے پر طبیعت میں سُستی اور کاہلی پیدا ہونے لگتی ہے۔

جسم کو صاف رکھنے کے لیے نہانا ضروری ہے تاکہ پسینے کے ذریعے نکلنے والے مادے جلد پر نہ جم جائیں اور مسامات کھلے رہیں۔ جسم کے جو حصے زیادہ کھلے رہتے ہیں اُن پر گرد و غبار بھی زیادہ جمتا ہے۔ ان کا بار بار دھونا مفید ہے۔ نہانے کا مطلب صرف پانی ڈالنا نہیں، بلکہ جسم کو اچھی طرح رگڑ رگڑ کر صاف کرنا چاہیے۔ اس طرح جما ہوا میل دور ہو جاتا ہے، مسام کھل جاتے ہیں اور جسم میں خون کی گردش تیز ہو جاتی ہے۔ چُستی پیدا ہوتی ہے۔ طبیعت فرحت اور تازگی محسوس کرتی ہے۔

نہانے کے لیے تازہ اور صاف پانی اچھا ہوتا ہے۔ موسم کے اعتبار سے گرم یا ٹھنڈے پانی سے بھی نہایا جاسکتا ہے۔ صابن لگانے سے میل آسانی سے دور ہو جاتا ہے۔ نہانے کے بعد جلد اور بالوں کو تولیے وغیرہ سے اچھی طرح خشک کر لینا چاہیے۔



کھانا کھانے، ورزش یا جسمانی محنت کرنے کے فوراً بعد نہانا ٹھیک نہیں ہے۔ صبح سویرے نہانا سب سے اچھا ہے۔ بدن کی مالش بھی جلد کے لیے مفید ہے۔ اس سے دورانِ خون بھی ٹھیک رہتا ہے اور جلد بھی نرم رہتی ہے۔

مشق

لفظ اور معنی:

دار و مدار	:	بنیاد، اصل
جراثیم	:	بہت چھوٹے کیڑے جو بغیر خوردبین کے نظر نہیں آتے
اندرونی	:	اندرا کا
بیرونی	:	باہر کا
گردش	:	گھومنا، چکر کاٹنا
غدد	:	جسم کے اندر کی گانٹھ، گٹھی
خوردبین	:	وہ آلہ جس سے چھوٹی چیزیں بڑی نظر آتی ہیں (Microscope)
فاضل	:	ضرورت سے زیادہ، غیر ضروری
فرحت	:	تازگی، سرور
دوران خون	:	خون کی گردش، جسم میں خون کا چکر لگانا

غور کیجیے:

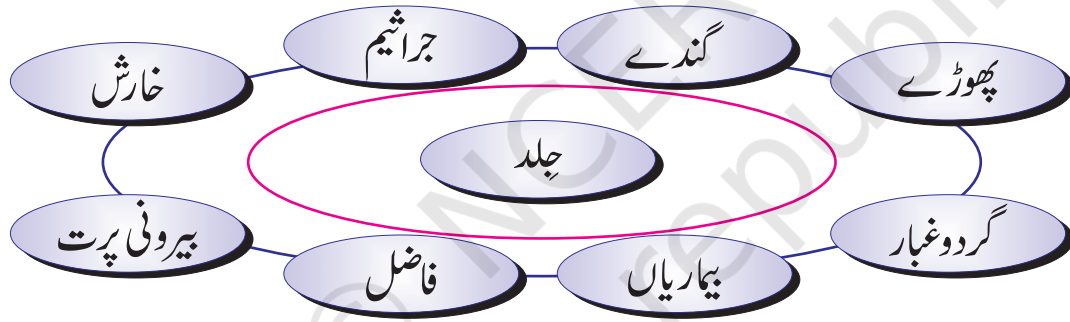
- ♦ تندرستی کے لیے جسم کی صفائی بہت ضروری ہے۔
- ♦ گھروں میں اور آس پاس مکھیاں، مچھر اور دوسرے کیڑے مکوڑے پیدا نہ ہوں، اس کے لیے کیڑے مار دواؤں کا استعمال کرتے رہنا چاہیے۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- بیماریاں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟
- 2- جلد سے جسم کو کیا کیا فائدے ہیں؟
- 3- جلد کی کتنی پر تیں ہوتی ہیں اور اُن کے کیا کام ہیں؟
- 4- مسام کسے کہتے ہیں؟ ان کے کیا فائدے ہیں؟
- 5- نہانا کیوں ضروری ہے؟
- 6- جلد کو صاف نہ رکھنے کے کیا نقصان ہیں؟

نیچے دیے ہوئے لفظوں سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:



- 1- ہزاروں ایسے ہوتے ہیں جنہیں ہم آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔
- 2- اس سے مختلف پیدا ہوتی ہیں۔
- 3- لگاتار استعمال سے کی گھستی رہتی ہے۔
- 4- پسینے کے ذریعے جسم کے بہت سے اور مادے خارج ہو جاتے ہیں۔
- 5- جسم پر پھنسیاں نکلنے لگتی ہیں اور ہو جاتی ہے۔
- 6- جسم کے جو حصے زیادہ کھلے رہتے ہیں اُن پر بھی زیادہ جمتا ہے۔

نیچے دیے ہوئے لفظوں کے واحد لکھیے:



جمع	اجسام	حیوانات	آفات	معلومات	مشکلات	مسامات	محسوسات	مواقع
واحد								

نیچے لکھے ہوئے جوابات کے لیے مناسب سوالات بنائیے:



جواب: صحت کے لیے اچھی غذا، کھلی اور تازہ ہوا اور صفائی نہایت ضروری ہے۔

سوال:

جواب: پسینے میں پانی، نمک اور کسی قدر چکنائی ہوتی ہے۔

سوال:

جواب: پسینے سے نکلنے والے مادوں کی وجہ سے بعض لوگوں کے جسم سے بو آتی ہے۔

سوال:

نیچے دیے ہوئے لفظوں کو صحیح خانوں میں لکھیے:



لباس	تازہ	مسام	اچھی	جلد	صاف	چکنا	گرم
خون	مکھی	گندہ	سخت	تولیا	صابن	باریک	خوردبین
اسم							
صفت							

نیچے دیے ہوئے الفاظ میں صحیح املا پر (✓) کا نشان لگائیے:



ورزش	ورزس	ورجس	شرط	شرت	ثرت	سوراکھ	سوراخ	شوراخ
مصمات	مشمات	مسامات	گردص	غردش	گردش	انشان	انسان	انسان
دشمن	دوشمن	دوسمن	صحت	سخت	شخط	صفائی	شفائی	سفائی

درخت کی پتیوں پر لکھے ہوئے لفظوں کو ان کے صحیح خانوں میں لکھیے:



موت

مذکر

موت

مذکر

- ♦ جسم کی صفائی کے لیے جن باتوں کا دھیان رکھنا ضروری ہے انہیں ایک چارٹ پر لکھ کر اپنی جماعت میں لگائیے۔
- ♦ اپنی کاپی میں ورزش کرتے ہوئے بچوں کی تصویریں چپکائیے۔

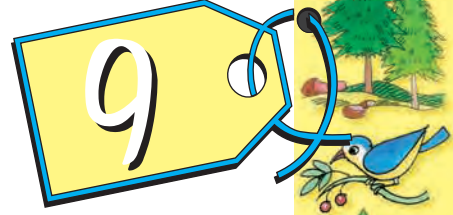
الْحَمْدُ لِلّٰہِ بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:





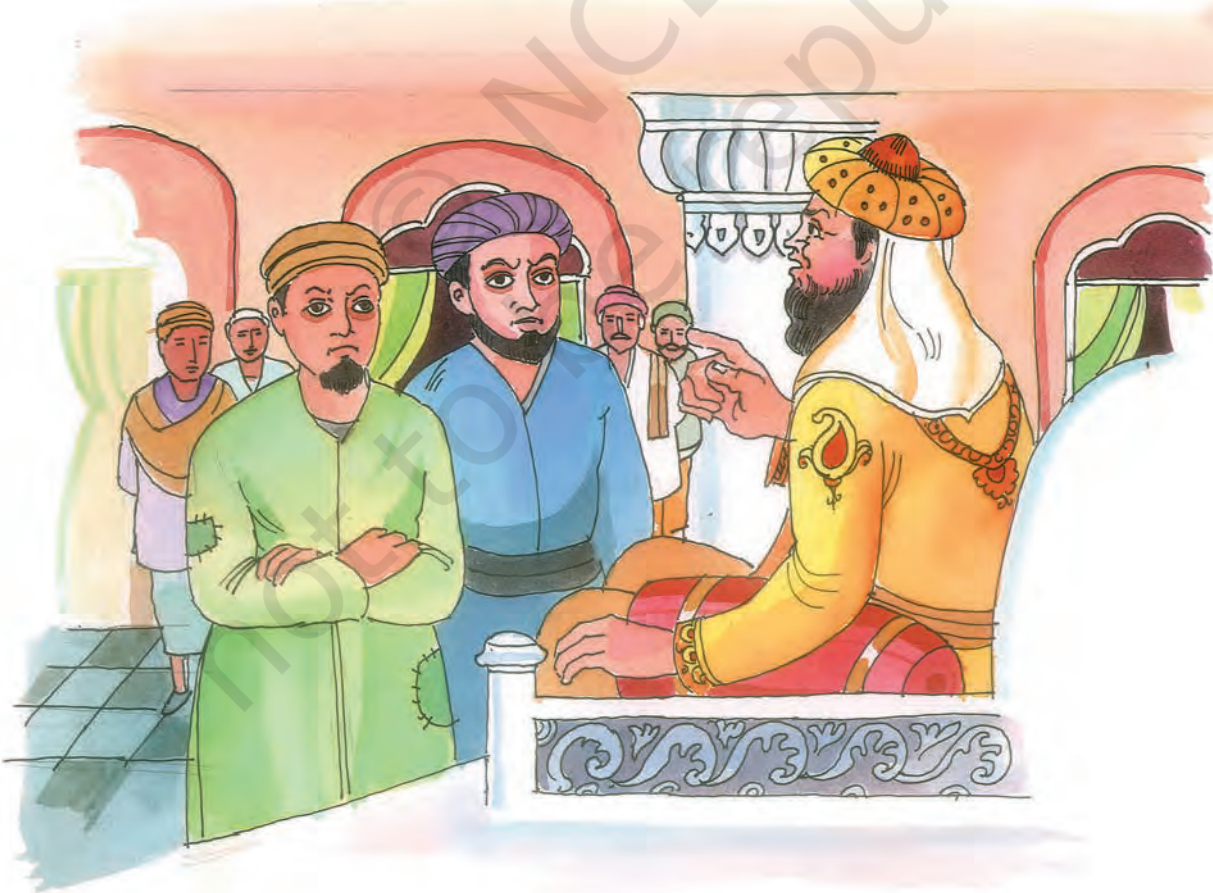
4510CH09

درخت کی گواہی



پرانے زمانے کی بات ہے۔ ایک شخص قاضی کی عدالت میں حاضر ہوا اور ایک دوسرے شخص پر سو روپیے کا دعویٰ کیا۔ قاضی نے پوچھا — ”تمہارے پاس کوئی گواہ ہے؟“
آدمی نے کہا — ”نہیں۔“

قاضی نے کہا — ”بغیر کسی گواہ کے کیسے کام چلے گا۔ ہاں ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ میں اُس شخص سے قسم لے کر پوچھوں۔“ دعویٰ کرنے والا شخص یہ سن کر بُری طرح رونے لگا اور بولا — ”حضور! یہ شخص بہت قسمیں کھاتا ہے۔ اس کی قسم پر آپ اعتبار نہ کریں۔ نہیں تو میں برباد ہو جاؤں گا۔“



قاضی نے جب اس آدمی کو اس بُری طرح روتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ اس کا دعویٰ سچا ہے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ بغیر کسی گواہی کے فیصلہ بھی نہیں دے سکتا تھا، اس لیے اُس نے پورا قصہ جاننے کی کوشش کی۔

دعویٰ کرنے والے نے بتایا — ”حضور! یہ میرا پرانا دوست ہے۔ اسے ایک بار کسی کام کے لیے سو روپیے کی اشد ضرورت تھی۔ یہ بہت پریشان تھا۔ اس نے اپنی پریشانی کا ذکر مجھ سے کیا۔ مجھے اس کی پریشانی جان کر بہت دکھ ہوا اور میں نے زندگی بھر کی کمائی جو صرف سو روپیے تھی، اپنی کمر سے کھول کر اس کے حوالے کر دی۔ اس نے یہ رقم مجھ سے ایک مہینے کے وعدے پر لی تھی۔ افسوس! آج اس بات کو چار مہینے ہو گئے لیکن اس نے اب تک میرے روپیے واپس نہیں کیے۔“

قاضی نے پوچھا — ”تم نے کس جگہ اس کو روپیے دیئے تھے؟“

اُس نے جواب دیا — ”ایک درخت کے نیچے۔“

قاضی نے فوراً کہا — ”جب تمہارا کہنا یہ ہے کہ تم نے ایک درخت کے نیچے اس کو روپیے دیئے تھے تو پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ تمہارا کوئی گواہ نہیں ہے۔“

قاضی نے دوسرے شخص سے پوچھا — ”تم کیا کہتے ہو؟ کیا یہ درخت اور جگہ کی بات صحیح ہے؟“
دوسرے شخص نے کہا — ”یہ جھوٹ بکتا ہے۔ میں نے نہ اُس درخت کو دیکھا ہے اور نہ ہی اُس جگہ کو جانتا ہوں۔ میں نے تو اس سے قرض لیا ہی نہیں۔“

قاضی نے اس کی بات سُن کر کہا — ”اچھا! تم ابھی یہیں بیٹھو“ پھر دعویٰ کرنے والے شخص سے کہا — ”تم پریشان مت ہو۔ اس درخت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تم کو قاضی نے بُلا یا ہے، چلو اور گواہی دو۔“

قاضی کی بات سن کر دوسرا شخص مسکرا نے لگا۔

پہلے شخص نے کہا — ”قاضی صاحب! مجھے ڈر ہے کہ میرے بلانے سے درخت نہیں آئے گا۔“
 قاضی نے اس کی بات سُن کر اپنی مہر اس کو دی اور کہا — ”یہ مہر لے جاؤ اور درخت سے کہنا کہ یہ
 قاضی کی نشانی ہے۔ تم جو کچھ جانتے ہو اس کی گواہی قاضی کی عدالت میں حاضر ہو کر دو۔“



مدعی نے قاضی کی مہر لی اور چلا گیا۔ دوسرا شخص وہیں بیٹھا رہا۔ قاضی صاحب دوسرے مقدموں کو
 سننے اور فیصلے کرنے میں مصروف ہو گئے اور اس شخص کی طرف سے نگاہیں ہٹالیں۔ تھوڑی دیر کے بعد قاضی
 نے اچانک اُس سے سوال کیا — ”وہ شخص اُس جگہ پہنچ گیا ہو گا یا ابھی نہیں؟“

اُس نے جواب دیا — ”ابھی نہیں۔“

قاضی جی یہ سُن کر پھر مُقدموں میں مصروف ہو گئے۔

مدّعی قاضی کی مہر لے کر درخت کے پاس گیا۔ وہاں اس نے درخت کو قاضی کی مہر دکھائی۔ اس سے کہا کہ قاضی نے تمہیں گواہی دینے کے لیے بلایا ہے۔ وہ کچھ دیر تک جواب کے انتظار میں وہاں کھڑا رہا اور جب کوئی جواب نہیں ملا تو بہت رنجیدہ ہو کر قاضی کے پاس لوٹ آیا۔ اس نے قاضی صاحب کو بتایا کہ درخت نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ نہ ہی وہ میرے ساتھ عدالت میں گواہی دینے آیا ہے۔ قاضی نے کہا — ”تم کو پتا نہیں ہے۔ درخت تو یہاں پر گواہی دے کر چلا گیا۔“

قاضی نے پھر یہ فیصلہ سنایا — ”مدّعی کا دعویٰ صحیح ہے۔ سو روپیے اُسے واپس دیئے جائیں۔“
دوسرا شخص یہ فیصلہ سُن کر فوراً بولا — ”قاضی صاحب میں تبھی سے یہاں بیٹھا ہوں، میرے سامنے کوئی بھی درخت گواہی دینے نہیں آیا۔ پھر آپ نے یہ فیصلہ کیسے کر دیا۔“
قاضی نے جواب دیا — ”بے شک

یہاں کوئی درخت نہیں آیا لیکن جب میں نے تم سے اچانک پوچھا تھا کہ کیا وہ شخص اُس جگہ پہنچ گیا ہوگا؟ تو تم نے جواب دیا تھا کہ ابھی نہیں۔ اگر یہ بات سچ نہ ہوتی تو تم یہ جواب ہرگز نہ دیتے کہ وہ ابھی وہاں نہ پہنچا ہوگا۔“



مشق

لفظ اور معنی:

قاضی	:	انصاف کرنے والا، حاکم، جج
دعویٰ کرنا	:	حق جتاننا، اپنا حق مانگنے کے لیے حاکم کے سامنے درخواست پیش کرنا
اشد	:	بہت زیادہ، شدید ترین
مصرف ہو جانا	:	کام میں لگ جانا
مدعی	:	دعویٰ کرنے والا
رنجیدہ	:	دکھی، اداس

غور کیجیے:

♦ اس سبق میں قاضی، عدالت، مدعی اور گواہ الفاظ آئے ہیں جو عدالت یعنی کورٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ قاضی انصاف کرنے والے کو کہتے ہیں۔ عدالت وہ جگہ ہے جہاں انصاف یا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ مدعی دعویٰ کرنے والے کو اور گواہ، گواہی دینے والے کو کہتے ہیں۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:

- 1- قاضی کی عدالت میں کیا دعویٰ پیش کیا گیا؟
- 2- مدعی بری طرح کیوں رونے لگا؟
- 3- مقدمے میں گواہ کون تھا؟

4- گواہ عدالت میں گواہی دینے کیوں نہیں آیا؟

5- قاضی کو کیسے پتا چلا کہ دعویٰ کرنے والا سچا ہے؟

6- قاضی نے کیا فیصلہ سنایا؟

نیچے دیے ہوئے لفظوں سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:



1- لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ بغیر کسی..... کے فیصلہ بھی نہیں دے سکتا تھا۔

2- مجھے اس کی پریشانی..... کر بہت دکھ ہوا۔

3- اس نے یہ رقم مجھ سے ایک مہینے کے..... پر لی تھی۔

4- اس درخت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تم کو..... نے بلایا ہے۔

5- اس نے درخت کو قاضی کی..... دکھائی۔

6- اس نے قاضی صاحب کو بتایا کہ..... نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

نیچے دیے ہوئے لفظوں سے جملے بنائیے اور خالی جگہوں میں لکھیے:

..... وعدہ
..... رنجیدہ
..... مُہر
..... گواہ
..... عدالت



ایسے الفاظ جن سے کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر ہو، انہیں 'فعل' کہتے ہیں۔

♦ ان تصویروں میں آپ نے دیکھا کہ:

- ♦ سورج نکل رہا ہے۔
- ♦ کسان ہل چلا رہا ہے۔
- ♦ پرندے اڑ رہے ہیں۔
- ♦ عورت پانی نکال رہی ہے۔

ان جملوں میں 'نکل رہا ہے'، 'چلا رہا ہے'، 'اڑ رہے ہیں' اور 'نکال رہی ہے' جیسے الفاظ کسی کام کے کرنے کے بارے میں بتا رہے ہیں۔ نکلنا، چلنا، اڑنا، نکالنا، 'فعل' ہیں۔

◆ نیچے دیے ہوئے جملوں کو پڑھیے اور مثال کے مطابق فعل تلاش کر کے خالی جگہوں میں لکھیے:

رونا

مثال: دعویٰ کرنے والا شخص یہ سن کر بُری طرح رونے لگا۔

- 1- یہ شخص بہت قسمیں کھاتا ہے۔
- 2- نہیں تو میں برباد ہو جاؤں گا۔
- 3- تم نے کس جگہ اس کو روپیہ دیئے تھے؟
- 4- قاضی کی بات سن کر دوسرا شخص مسکرانے لگا۔
- 5- قاضی جی یہ سن کر پھر مُقدموں میں مصروف ہو گئے۔

◆ نیچے لکھے ہوئے جملوں کو کہانی کے مطابق ترتیب سے لکھیے:



- 1- قاضی نے کہا تمہیں پتا نہیں ہے، درخت تو یہاں گواہی دے کر چلا گیا۔
- 2- قاضی نے دوسرے شخص سے پوچھا: کیا وہ شخص وہاں پہنچ گیا ہوگا؟
- 3- ایک شخص قاضی کی عدالت میں حاضر ہوا اور ایک دوسرے شخص پر سو روپیہ کا دعویٰ کیا۔
- 4- واپس آ کر دعویٰ کرنے والے نے قاضی کو بتایا کہ درخت میرے ساتھ نہیں آیا۔
- 5- قاضی نے کہا مدعی کا دعویٰ صحیح ہے۔ سو روپیہ اسے واپس دیئے جائیں۔
- 6- قاضی نے دعویٰ کرنے والے شخص کو درخت کے پاس بھیجا تا کہ گواہی کے لیے درخت کو ساتھ لاسکے۔



.....

.....

.....

.....

درخت کی پتیوں پر لکھے ہوئے لفظوں کو ان کے صحیح خانوں میں لکھیے:



.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....



.....

.....

.....

.....

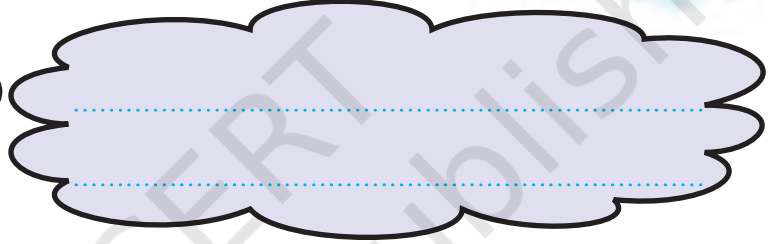
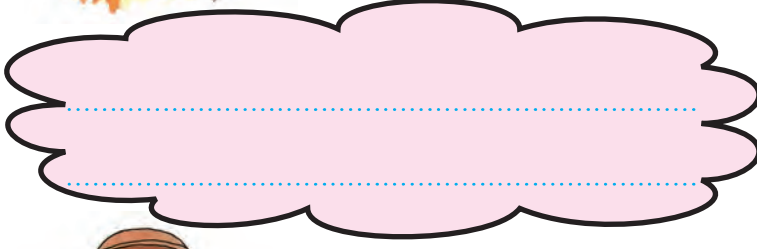
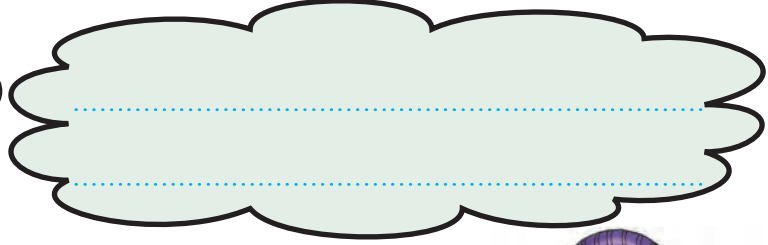
.....

.....

.....

.....

ہر تصویر کے آگے اُس شخص کا کہا ہوا ایک جملہ لکھیے:



نیچے ہر لفظ کے سامنے تین تین لفظ دیے گئے ہیں۔ ہر لفظ کے صحیح متضاد کو خالی جگہ میں لکھیے:

برباد	: ویران	آباد	سنسان	رونا	: ہنسنا	بھاگنا	دوڑنا
زندگی	: مُردہ	زندہ	موت	سچا	: پورا	جھوٹا	آدھا
حاضر	: دور	پیش	غائب	صحیح	: سچا	غلط	دکھ

عملی کام:

♦ انصاف کے ایسے ہی کچھ اور قصے تلاش کر کے پڑھیے اور ان میں سے کوئی ایک قصہ اپنی کاپی میں لکھیے۔



4510CH10



نو نہالو!



وطن گلشن ہے، رنگیں پھول ہو تم
سفینہ ہے وطن، مستول ہو تم
بہت پیارے ہو تم، مقبول ہو تم
تمہیں سے رونق قوم و وطن ہے

وطن والوں کو اپنا بھائی جانو
محبت میں تعصب کی نہ مانو
رہو مل جل کے، جھگڑے کی نہ ٹھانو
چمن پھولوں کے جمگھٹ تک چمن ہے

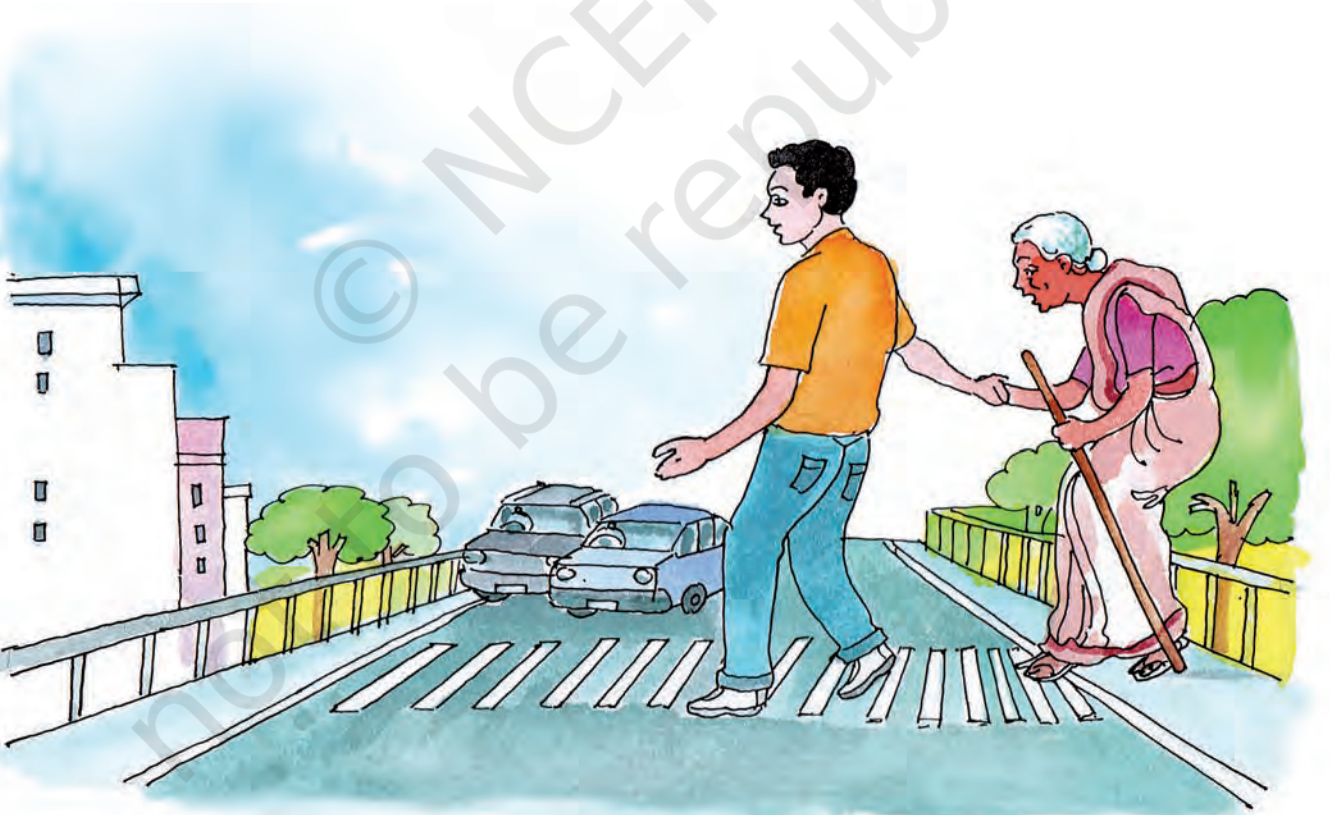


ضعیفوں کو سہارا دو، سنبھالو
غریبوں کی مدد کر کے دعا لو
کوئی فرقہ ہو، سینے سے لگالو

چمن میں ایک جا سرو و سمن ہے
کروگے اس نصیحت پر عمل تم
مرا ذمہ کہ جاؤگے سنبھل تم
میاں! محنت کرو، پاؤگے پھل تم

یہ دنیا میں ترقی کا چلن ہے

(شاد عارفی)



مشق

لفظ اور معنی:

گلشن	:	باغ
سفینہ	:	کشتی، جہاز
مقبول	:	پسندیدہ، سب کا پیارا
مستول	:	جہاز یا کشتی کا لکڑی سے تیار کیا ہوا وہ کھمبا جس سے کپڑا باندھ کر بادبان بنایا جاتا ہے۔
رونق	:	چہل پہل، چمک دمک، آب و تاب
تعصب	:	تنگ نظری، نا انصافی، قوم، مذہب یا ذات پات کی بنیاد پر لوگوں کے درمیان فرق کرنا
سرو	:	ایک لمبا خوب صورت درخت
سمن	:	چنبیلی
ضعیف	:	کمزور، بوڑھا، عمر رسیدہ
فرقہ	:	قومی، نسلی یا مذہبی گروہ

غور کیجیے:

ہندوستان ہمارا وطن ہے۔ شاعر نے وطن کو گلشن اور سفینہ کہا ہے اور ملک کے نو نہالوں کو رنگین پھول اور مستول کہا ہے۔ نہ پھولوں کے بغیر گلشن میں رنگینی اور دل کشی پیدا ہو سکتی ہے اور نہ مستول کے بغیر کشتی کا چلنا ممکن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وطن کی رونق، ترقی اور خوش حالی کا سارا دار و مدار اس

کے نو نہالوں پر ہے۔ اس لیے نو نہالوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ انھیں اپنے وطن کی بہتری کے لیے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔

◆ نظم کے تیسرے بند کے آخری مصرعے میں شاعر نے ”ایک جا سرو و سمن ہے“ لکھا ہے۔ سرو اور سمن دو چیزیں ہیں، اس لیے قاعدے کے مطابق یہاں ”سرو و سمن ہیں“ ہونا چاہیے تھا۔ لیکن شاعری میں کبھی کبھی ضرورت کی بنا پر قاعدے کے خلاف بھی لفظوں کا استعمال کر لیا جاتا ہے۔ نثر میں ایسا کرنا صحیح نہیں۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



1- شاعر نے رونق قوم و وطن کسے کہا ہے؟

2- ”چمن پھولوں کے جمگھٹ تک چمن ہے“ سے کیا مراد ہے؟

3- شاعر نے کس نصیحت پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے؟

4- دنیا میں ترقی کس طرح کی جاسکتی ہے؟

نظم میں سے ایسے جمع الفاظ چن کر جن کے آخر میں ’وں‘ لگا ہو، نیچے دی ہوئی جگہوں میں لکھیے:



نیچے دیے ہوئے مصرعوں کو مکمل کیجیے:



وطن والوں کو اپنا..... جانو	محبت میں..... کی نہ مانو
رہو مل جل کے،..... کی نہ ٹھانو	چمن پھولوں کے جمگھٹ تک..... ہے
ضعیفوں کو..... دو، سنبھالو	غریبوں کی مدد کر کے..... لو
کوئی فرقہ ہو،..... سے لگالو	چمن میں ایک جا سرو و..... ہے

نیچے کچھ فعل دیے گئے ہیں۔ انہیں جملوں میں استعمال کیجیے:



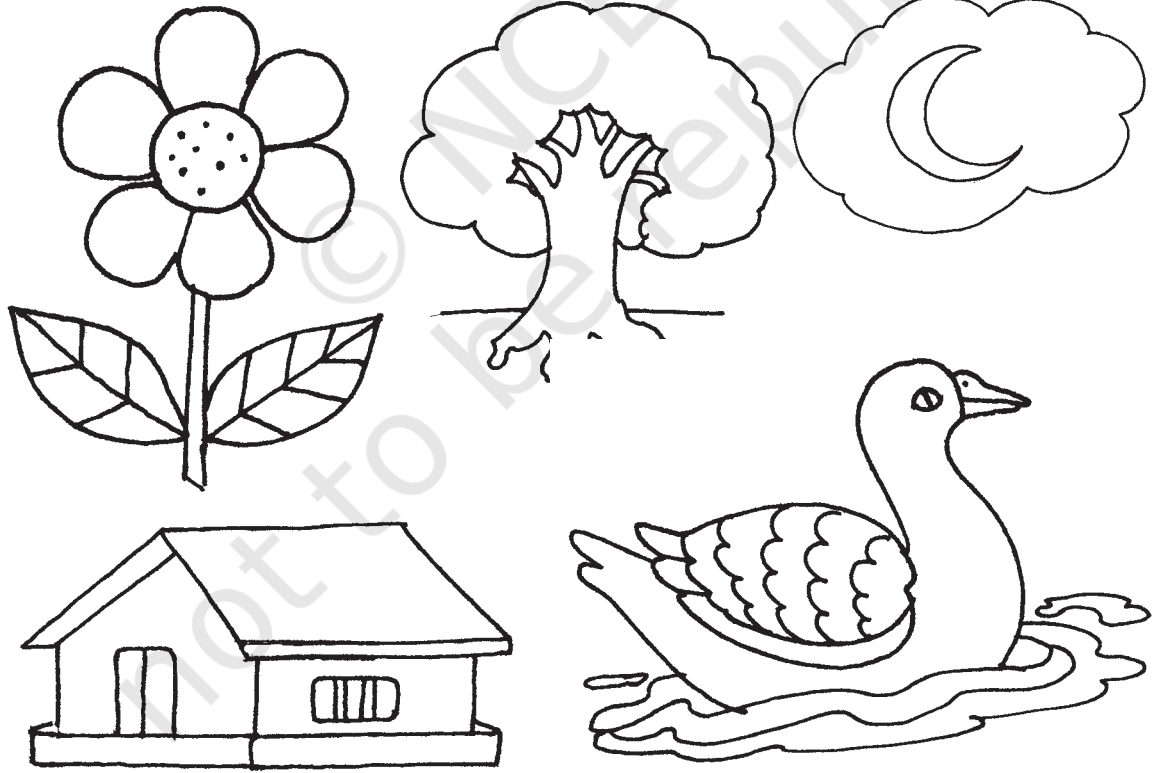
- | | | | | | | | |
|-------|---|---------|---|-------|---|-------|---|
| | • | دوڑا | • | | • | لکھا | • |
| | • | سنجھالا | • | | • | منایا | • |
| | • | | • | | • | کرو | • |

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کا املا درست کیجیے:



- | | | | | | | | | | | | |
|-------|---|-------|---|-------|---|--------|---|-------|---|--------|---|
| | • | فرکہ | • | | • | سپھینہ | • | | • | وطن | • |
| | • | نسبیت | • | | • | گلشن | • | | • | ظعیفوں | • |

نیچے دی ہوئی تصویروں میں رنگ بھریے:



بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:

مستول

عمل

سفینہ

تعصب

سرو

A large rectangular box with a brown border, containing a grid of dotted lines for handwriting practice. The grid is divided into five columns and six rows.

مستول

بادبان

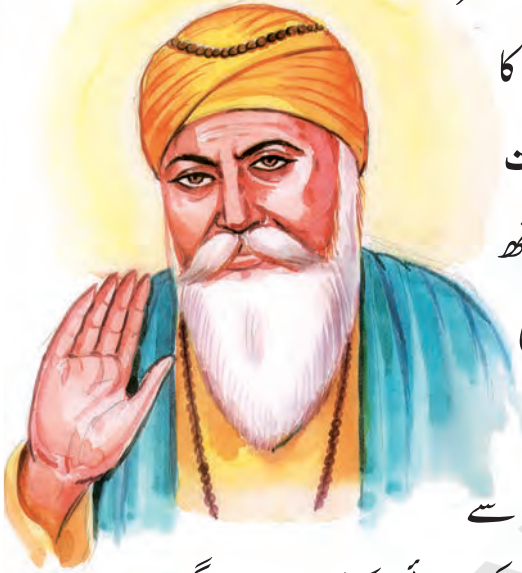


سفینہ

گرو نانک



4510CH11



آپ نے یہ بات اکثر سنی ہوگی کہ ہمارا ملک گنگا جہنی تہذیب کا نمونہ ہے۔ ایسا اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہاں بہت سے مذہبوں کے ماننے والے سیکڑوں برس سے ایک ساتھ رہتے آئے ہیں۔ جیسے ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، بودھ، پارسی وغیرہ۔ ہر مذہب کے رہنماؤں نے اپنی تعلیمات کے ذریعے پیار، محبت، بھائی چارے اور امن کا پیغام دیا۔ بھگتی تحریک کے نام سے بھی ایک تحریک چلی تھی۔ اس کے ماننے والوں کی زندگی انسانیت کی بھلائی کے کاموں میں گزری۔ اس تحریک کے پیرو مذہبی تعلیمات کے علاوہ سماج سدھار کے کام بھی کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک بزرگ سکھ مذہب کے رہنما گرو نانک تھے۔

گرو نانک کی پیدائش 1469 میں دریاے راوی کے کنارے آباد ایک گاؤں تل و نڈی میں ہوئی۔ یہ گاؤں اب پاکستان میں ہے اور لاہور کے جنوب میں واقع ہے۔ اس گاؤں کو اب ننگانہ صاحب کہتے ہیں۔ گرو نانک اس گاؤں کے ایک منیم کالو چند کے بیٹے تھے۔ ان کے نام کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ ان کی بڑی بہن کی پیدائش اپنے نانا کے گھر میں ہوئی، اس لیے انھیں نانکی یعنی ”نانا کی“ کہتے تھے۔ اپنی بڑی بہن کے نام پر ان کو نانک یعنی نانا کا کہنے لگے اور یہی ان کا نام پڑ گیا۔

بچپن ہی سے گرونانک کی عادتیں عام بچوں سے مختلف تھیں۔ انھیں کھیل کود کا شوق نہیں تھا۔ جیب خرچ کے پیسے بھی وہ اپنی ذات پر خرچ کرنے کے بجائے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ جب ان کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا تو انھوں نے فارسی زبان اور حساب بہت حد تک سیکھ لیا۔ آگے پڑھائی میں ان کا جی نہیں لگا۔ جب وہ بڑے ہوئے تو ان کے والد نے پہلے کھیتی باڑی اور پھر تجارت کرنے کے لیے کہا۔ انھوں نے کسی کام میں دل چسپی نہیں لی کیونکہ ان کا دل دنیا داری میں نہیں لگتا تھا۔

ایک دن گرونانک کے والد نے انھیں کچھ روپیے دے کر لاہور بھیجا اور کہا کہ ایسا کھرا سودا کرنا جس سے کچھ نفع ہو۔ انھوں نے بالاناام کا ایک نوکر بھی ساتھ کر دیا۔ راستے میں انھیں کچھ فقیر نظر آئے جو بہت بھوکے تھے۔ گرونانک نے ان کو کچھ روپیے دینے چاہے لیکن فقیروں نے کہا: ”یہ پیسے ہمارے کس کام کے؟ ہم تو بھوکے ہیں، کھانا چاہیے۔“



گرونانک نے ان کے کھانے کا انتظام کیا اور سارے پیسے ان کو کھانا کھلانے میں خرچ کر دیے۔ واپس آ کر والد کے ڈر سے گھر کے باہر ہی رک گئے، لیکن والد نے انھیں ڈھونڈ نکالا اور جب اُن سے پوچھا کہ تجارت کی غرض سے

جو روپیے دیئے تھے وہ کیا کیے تو گرونانک نے سارا واقعہ بیان کر دیا

اور کہا: ”آپ نے کہا تھا کھرا سودا کرنا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانے سے زیادہ کھرا سودا اور کیا ہو سکتا ہے؟“

گروناک کے والد ان کی طرف سے بہت فکر مند رہتے تھے۔ اس لیے گروناک کے بہنوئی انھیں اپنے ساتھ کپور تھلہ لے گئے اور وہاں کے گورنر لودھی خاں کے دفتر میں ملازمت دلا دی۔ یہاں بھی ان کا دل کام میں نہیں لگا۔ یہ طور طریقے دیکھتے ہوئے ان کے والد نے سوچا کہ اُن کی شادی کر دی جائے۔ شاید گھریلو ذمّے داریاں پڑنے پر وہ اس طرح روپیہ خرچ کرنا بند کر دیں۔ دو بچے ہونے کے بعد بھی وہ غریبوں کی مدد کرتے رہے۔

آخر کار انھوں نے گھر بار چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی۔ یہ بات ان کے دل پر نقش ہو گئی کہ دنیا اور یہاں کی ہر شے فانی ہے۔ اس کا پیدا کرنے والا ہی ہمیشہ باقی رہے گا۔ اس لیے خدا سے محبت کی جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے۔ ان کے والد نے انھیں سمجھانے کے لیے جس مسلمان گویّے اور وفادار خادم مردانا کو بھیجا وہ بھی ان کا چیلہ بن گیا۔ اب گروناک اپنے پرانے خادموں کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کرتے کہ ذات پات کی بنا پر انسانوں کے بیچ کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔ گروناک نے اس بات پر زور دیا تھا کہ ان کے ماننے والے مشترکہ رسوائی یعنی لنگر میں کھانا کھائیں۔ جہاں کوئی بھی ذات پات اور مذہب کے بھید بھاؤ کے بغیر کھا سکتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ انسانوں کا آپسی رشتہ محبت ہی پر قائم ہے۔ انھوں نے عورتوں کو برابری کے حقوق دینے کی بات کہی۔ جب ان کے ماننے والے جمع ہوتے تو عورتیں بھی ان کے ساتھ ہوتیں۔ رفتہ رفتہ ان کی یہ تعلیمات ایک مذہب کی شکل اختیار کر گئیں، جس کے ماننے والے سکھ کہلائے۔

گروناک نے کئی ملکوں کا سفر کیا۔ آخر میں کرتا پور میں آباد ہو گئے، جسے آج کل ڈیرہ نانک صاحب کہتے ہیں۔ 1538 میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی تعلیمات ’گرو گرنتھ صاحب‘ میں جمع ہیں۔ یہی سکھوں کی مقدس کتاب ہے۔ ان کا یومِ پیدائش ’گرو پُرب‘ کی شکل میں دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔

مشق

لفظ اور معنی:

گنگا جمنی	:	ملی جلی
تحریک	:	کسی خاص مقصد کے تحت چلائی گئی مہم، آندولن
جنوب	:	دکن
پیروکار	:	ماننے والے، پیچھے چلنے والے
گرہستی	:	گھر بار
نقش ہو جانا	:	اثر کرنا، دل میں بیٹھ جانا
فانی	:	مٹنے والا
قرب	:	نزدیکی
مشترکہ	:	ملی جلی
مقدس	:	پاک

غور کیجیے:

♦ گرونانک ہمارے ملک ہندوستان کے ایک اہم روحانی پیشوا اور سماج سدھارک تھے۔ انسان دوستی اور محبت ان کا پیغام تھا۔ انھوں نے دنیا داری چھوڑ کر خدمتِ خلق کا راستہ اختیار کیا۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:

1۔ ہمارا ملک کس تہذیب کا نمونہ ہے؟

2- گروناک کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی تھی؟

3- گروناک کا دل کام میں کیوں نہیں لگتا تھا؟

4- گروناک کی تعلیمات کیا ہیں؟

5- گروناک کی تعلیمات کس کتاب میں جمع کی گئی ہیں؟

6- گروناک آخر میں کہاں آباد ہوئے؟

خالی جگہوں کو صحیح لفظوں سے پُر کیجیے:



1- ہمارا ملک تہذیب کا نمونہ ہے۔

2- بھگتی تحریک کے نام سے بھی ایک چلی تھی۔

3- گروناک کے والد ان کی طرف سے بہت رہتے تھے۔

4- انھوں نے گھر بار چھوڑ کر اختیار کر لی۔

5-5 گروناک نے اس بات پر زور دیا تھا کہ ان کے ماننے والے میں کھانا کھائیں۔

ان لفظوں کے متضاد لکھیے:

محبت	امن	جنوب	کھرا	نفع	آباد	انسان	شروع

نیچے دیے ہوئے جملوں کو پڑھیے اور ان میں سے 'اسم' اور 'ضمیر' تلاش کر کے خالی جگہوں میں لکھیے:



- 1- گرونانک کی پیدائش تل و نڈی گاؤں میں ہوئی۔
- 2- اس گاؤں کو اب نکانہ صاحب کہتے ہیں۔
- 3- بڑی بہن کے نام پر ان کو نکانہ کہنے لگے۔
- 4- انھیں کھیل کود کا شوق نہیں تھا۔
- 5- جیب خرچ کے پیسے بھی وہ ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔
- 6- ان کا دل دنیا داری میں نہیں لگتا تھا۔

ضمیر

اسم

.....	
.....	
.....	
.....	
.....	

صحیح بیان کے سامنے (✓) اور غلط کے سامنے (x) کا نشان لگائیے۔



- 1- ہمارے ملک میں بہت سے مذہبوں کے ماننے والے رہتے آئے ہیں۔ ()
- 2- گرونانک کی پیدائش کسان کے گھر میں ہوئی تھی۔ ()
- 3- گرونانک کو جو پیسے ملتے تھے، انھیں اپنی ذات پر خرچ کر دیتے تھے۔ ()

- 4- گرونانک کا دل دنیا داری میں نہیں لگتا تھا۔ ()
- 5- گرونانک آخری وقت میں تل و نڈی گاؤں آئے۔ ()
- 6- ننکانہ صاحب دہلی کے پاس واقع ہے۔ ()

سبق میں ایک لفظ آیا ہے 'فکر مند'۔ یہ 'فکر' اور 'مند' سے مل کر بنا ہے۔ آپ بھی



'مند' لگا کر پانچ الفاظ خالی جگہوں میں لکھیے: جیسے: دولت + مند = دولت مند
ضرورت + مند = ضرورت مند

نیچے دیے ہوئے لفظوں کو صحیح خانوں میں لکھیے:



جمع		واحد
	حقوق	سفر
	تحریرات	انتظامات
	خادم	تعلیم
	واقعہ	فمہ داریاں
	عادت	بچوں
	دفتر	مذہب
	فقرا	پیغام



گرونانک کے بارے میں پانچ جملے لکھیے:

.....

.....

.....

.....

.....

بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:



مقدس سلسلہ ضرورت مند واقع نکانہ

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....



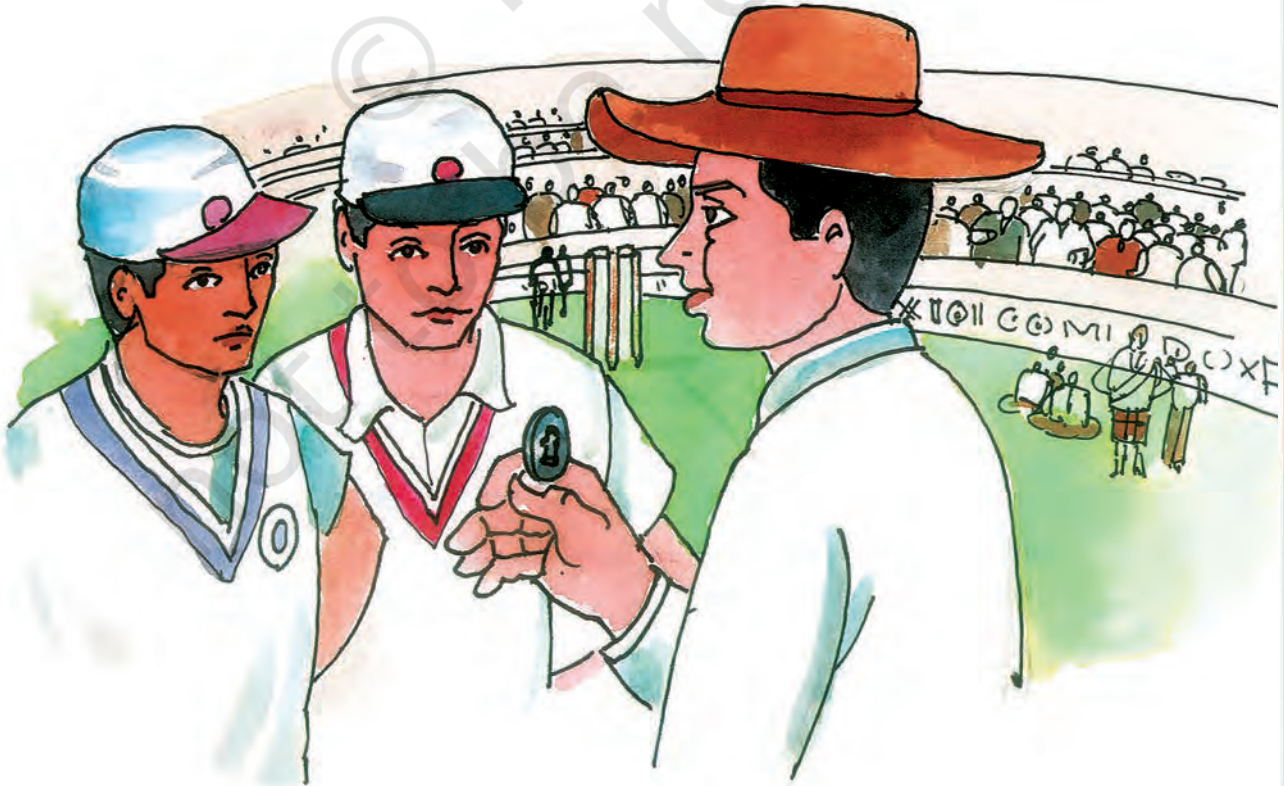
4510CH12

زیروناٹ آؤٹ



پروگرام کے مطابق کرکٹ میچ ٹھیک دس بجے شروع ہونا چاہیے تھا مگر امپائر کا کوٹ استری ہو کر دیر سے آیا، اسی لیے طے شدہ پروگرام کے مطابق کھیل شروع کرنے کی بجائے ساڑھے گیارہ بجے تک کھلاڑی مونگ پھلیاں کھاتے رہے۔ پندرہ منٹ کے بعد یہ طے پایا کہ جو ٹیم 'ٹاس' ہارے وہی بیٹنگ کرے۔ پھر گلدار روپیہ کھنکا، تالیاں بجیں، رومال لہرائے اور مرزا گسے بندھے بیٹنگ کرنے نکلے۔ ہم نے دعا دی — ”خدا کرے تم واپس نہ آؤ۔“

مصیبت اصل میں یہ تھی کہ مخالف ٹیم کا لمبا ٹرنگ بالر (خدا جھوٹ نہ بولائے) پورے ایک فرلانگ سے ٹہلتا ہوا آتا، یک بارگی جھٹکے کے ساتھ رُک کر کھنکارتا، پھر نہایت تیزی سے گیند پھینکتا۔ اس کے علاوہ، حالاں کہ وہ صرف دائیں آنکھ سے دیکھ سکتا تھا، گیند بائیں ہاتھ سے پھینکتا تھا۔ مرزا کا خیال تھا کہ اُس



بے ایمان نے یہ چکر دینے والی صورت انتظاماً بنا رکھی ہے۔ لیکن ایک مرزا ہی نہیں کوئی بھی یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ گیند کیسے اور کہاں پھینکے گا، بلکہ اس کی صورت دیکھ کر کبھی کبھی تو یہ شبہ ہوتا کہ اللہ جانے پھینکے گا بھی یا نہیں۔

مرزا کے کھیلنے کا انداز یہ تھا کہ وہ بیٹ کو پوری طاقت کے ساتھ گوبچھن کی طرح گھمائے جا رہے تھے۔ تین اوور اسی طرح سے خالی گئے اور گیند کو ایک دفعہ بھی بیٹ سے ہم کنار ہونے کا موقع نہ ملا۔ مرزا کے مسکرا نے کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ رن نہ بننے کی بڑی وجہ بالر کی نالائقی سے زیادہ مرزا کے پینٹرے تھے۔ وہ اپنا وکٹ ہتھیلی پر لیے پھر رہے تھے۔ وہ کرتے یہ تھے کہ اگر گیند اپنی طرف آتی دیکھتے تو صاف ٹل جاتے لیکن گیند اگر ٹیڑھی آتی تو اُس کے پیچھے بیٹ لے کر نہایت جوش و خروش سے دوڑتے۔ کپتان نے بہتیرا اشاروں سے منع کیا، مگر وہ دو دفعہ گیند کو باؤنڈری لائن تک چھوڑنے گئے۔

ایک اوور میں بالر نے گیند ایسی کھینچ ماری کہ مرزا کے سر سے ایک آواز (اور منہ سے کئی) نکلی اور ٹوپی



اُڑ کر وکٹ کیپر کے قدموں میں جا پڑی۔ جب امپائر نے مرزا کو ٹوپی پہنانے کی کوشش کی تو وہ ایک انچ تنگ ہو چکی تھی۔

اس کے باوجود مرزا خوب جم کر کھیلے اور ایسا جم کر کھیلے کہ اُن کی ٹیم کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ اس کی تفصیل یہ ہے

کہ جیسے ہی اُن کا ساتھی گیند پر ہٹ لگاتا، ویسے ہی مرزا اُسے رن بنانے کی پُر زور دعوت دیتے اور جب وہ تین بڑے چارٹیج طے کر لیتا تو اُسے ڈانٹ ڈپٹ کر بلکہ ڈھکیل کر اپنے وکٹ کی جانب واپس بھیج دیتے۔ مگر اکثر یہی ہوا کہ گیند اس غریب سے پہلے وہاں پہنچ گئی اور وہ مفت میں رن آؤٹ ہو گیا۔ جب مرزا نے یکے بعد دیگرے اپنی ٹیم کے پانچ کھلاڑیوں اور کپتان کا اسی طرح جلوس نکال دیا تو کپتان نے سختی سے تنبیہ کر دی کہ خبردار! اب مرزا کے علاوہ کوئی رن نہ بنائے۔

لیکن مرزا نے آخری وکٹ تک ایک بھی رن بنا کر نہیں دیا۔ اس کے باوجود اُن کا اسکور اپنی ٹیم میں سب سے اچھا رہا، اس لیے کہ رن تو کسی اور نے بھی نہیں بنائے، مگر وہ سب آؤٹ ہو گئے۔ اس کے برعکس مرزا خود کو بڑے فخر کے ساتھ 'زیرو ناٹ آؤٹ' بتاتے تھے۔

'ناٹ آؤٹ'! اور یہ بڑی بات ہے۔



مشق

لفظ اور معنی:

گلدار	:	ہندوستان میں رانج انگریزی حکومت کا سکہ
انتظاماً	:	سوچ سمجھ کر
گوپھن	:	پتھر پھینکنے کے لیے رسی کا بنایا ہوا پھندا
ہم کنار ہونا	:	ملنا، چھونا
پینترا	:	داؤ پچ
پاؤں اُکھڑ جانا	:	میدان چھوڑ دینا، میدان سے بھاگ جانا
یکے بعد دیگرے	:	ایک کے بعد دوسرا
تنبیہ کرنا	:	تاکید کرنا، خبردار کرنا
برعکس	:	الٹا، خلاف
ٹاس	:	کھیلنے کے لیے سکہ اُچھال کر باری طے کرنا

غور کیجیے:

یہ ایک مزاحیہ مضمون ہے۔ اس کا موضوع بہت دل چسپ ہے۔ کرکٹ کے میچ میں ہنسنے کے کچھ موقعے تو آتے ہی ہیں لیکن مرزا اور ان کی ٹیم کے کھلاڑی جس طرح ایک رن بھی نہیں بنا پائے، مصنف نے اس صورتِ حال سے اپنی اس تحریر میں مزاح پیدا کر دیا ہے۔

سوچے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- مرزا بیٹنگ کرنے نکلے تو انھیں واپس نہ آنے کی دعا کیوں دی گئی؟
- 2- مخالف ٹیم کا بالر کس طرح گیند پھینکتا تھا؟
- 3- یہ کیوں کہا گیا ہے کہ مرزا اپنا وکٹ ہتھیلی پر لیے پھر رہے تھے؟
- 4- اس جملے کی وضاحت کیجیے: 'جب امپائر نے مرزا کو ٹوپی پہنانے کی کوشش کی تو وہ ایک انچ تنگ ہو چکی تھی'۔
- 5- کپتان نے یہ تنبیہ کیوں کی کہ مرزا کے علاوہ کوئی رن نہ بنائے؟

نیچے لکھے ہوئے صحیح لفظوں سے خالی جگہوں کو بھریے:



- 1- مگر..... کا کوٹ استری ہو کر دیر سے آیا۔
- 2- یہ طے پایا کہ جو ٹیم..... ہارے وہی بیٹنگ کرے۔
- 3- مخالف ٹیم کا لمبا ٹرنگا..... پورے ایک فرلانگ سے ٹھلٹا ہوا آتا۔
- 4- وہ..... کو پوری طاقت کے ساتھ گوبچن کی طرح گھمائے جا رہے تھے۔
- 5- وہ اپنا..... ہتھیلی پر لیے پھر رہے تھے۔



نیچے دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:



جملوں میں استعمال

محاورہ

ٹل جانا



پاؤں اکھڑ جانا



جان ہتھیلی پر لیے پھرنا



ایک جملے میں جواب دیجیے اور خالی جگہوں میں لکھیے:



1- بیچ دیر سے کیوں شروع ہوا؟

2- ٹاس کے بارے میں کیا طے ہوا؟

3- مرزا بیٹ کو کس طرح گھما رہے تھے؟

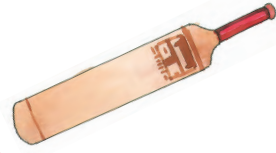
4- ایک بھی رن نہ بنانے کے باوجود مرزا کا اسکور اپنی ٹیم میں سب سے اچھا کس طرح رہا؟

نیچے دیے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے:



جیت	دیر	مخالف	جھوٹ	نالائق	تیزی	ٹیڑھا	سختی

نیچے دی ہوئی ہر تصویر کے بارے میں دو دو جملے لکھیے:



نیچے دیے ہوئے لفظوں کو ان کے صحیح خانوں میں لکھیے:



فعل	صفت	گلدار	کھانا	زرخیز	بھرنا	فعل	صفت
		پھرنا	پرفضا	دیکھنا	اکھڑنا		
		بے ایمان	ٹھلنا	چھوڑنا	لمبا		
		دوڑنا	نالائق	نکلنا	پھینکنا		
		صاف	سنوارنا	جھوٹ	خُشک		

عملی کام:



♦ پانچ ہندوستانی کھلاڑیوں کی تصویریں کاپی میں چپکائیے اور ان کے نام لکھیے:



کتابیں علم و حکمت کا خزانہ
جہادِ علم کی لکار ہیں یہ
سکوں دل کا، دواؤں کی دوا ہیں
بڑی دولت جہاں میں اس نے پائی
تعلق توڑنا ان سے غضب ہے

سمجھتا ہے اسے سارا زمانہ
ہماری مونس و غم خوار ہیں یہ
کتابیں کیا ہیں، روحانی غذا ہیں
کتابوں سے ہے جس کی آشنائی
کتابوں کی رفاقت بھی عجب ہے



سکھاتی ہیں یہ جینے کا طریقہ بتاتی ہیں ہمیں کیا ہے سلیقہ
کسی نے منہ کتابوں سے جو پھیرا یقیناً اس کو ذلت نے ہے گھیرا
کتابوں سے اگر خالی مکاں ہے وہ ہے بھوتوں کا مسکن، گھر کہاں ہے
کتابوں سے حلاوت گفتگو میں شرافت کا اثر باقی لہو میں

کتابوں سے سدا رشتہ بڑھاؤ

اسی میں زندگی اپنی لگاؤ

(ظفر کمالی)



مشق

لفظ اور معنی:

علم	:	جان کاری
حکمت	:	عقل مندی، اچھے برے کی تمیز
روحانی	:	روح سے متعلق
روحانی غذا	:	روح کو قوت بخشنے والی چیز
مونس	:	دوست، ساتھی
غم خوار	:	غم میں شریک ہونے والا، دکھ درد کا ساتھی
جہادِ علم	:	علم حاصل کرنے کے لیے جد و جہد
لکار	:	نعرہ، اکسانے والی چیز
آشنائی	:	جان پہچان، دوستی
رفاقت	:	دوستی، ساتھ
ذلت	:	بدنامی، بے عزتی
مسکن	:	رہنے کی جگہ، گھر
حلاوت	:	مٹھاس

غور کیجیے:

انسانی زندگی میں کتابوں کی بڑی اہمیت ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں کو سماج میں عزت کی نظر سے دیکھا

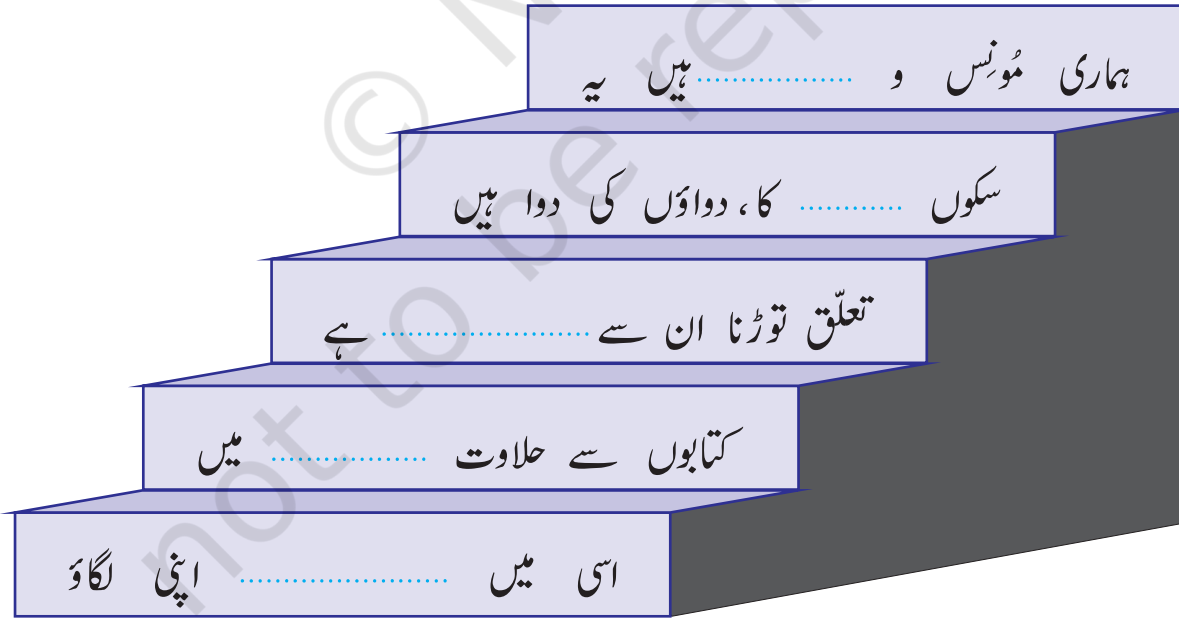
جاتا ہے۔ اس لیے کتابوں سے رشتہ جوڑنا اور تعلیم پر توجہ دینا ضروری ہے۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- کتابیں کس چیز کا خزانہ ہیں؟
- 2- ”جہادِ علم کی لکار ہیں یہ“ کا کیا مطلب ہے؟
- 3- نظم میں کتاب کو روحانی غذا کیوں کہا گیا ہے؟
- 4- شاعر نے یہ کیوں کہا ہے کہ کتابیں بڑی دولت ہیں؟
- 5- کتابوں سے منہ پھیر لینے کے کیا معنی ہیں؟

خالی جگہوں کو پُر کیجیے:



مختلف فعلوں کی مدد سے جملے بنا کر لکھیے:



مثال: بچہ کتاب پڑھ رہا ہے۔

.....

.....

.....

.....



بچہ



اُستانی

.....

.....

.....

.....

.....



لڑکی

.....

.....

.....

.....

.....

نیچے دیے ہوئے مصرعوں کی نثر بنائیے:



مثال: سمجھتا ہے اسے سارا زمانہ نثر: اسے سارا زمانہ سمجھتا ہے۔

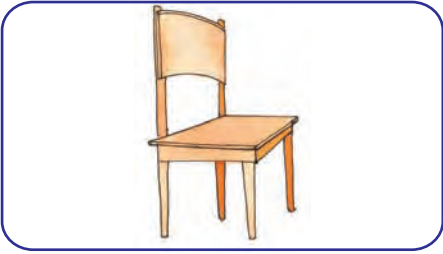
کتابوں سے ہے جس کی آشنائی
سکھاتی ہیں یہ جینے کا طریقہ
وہ ہے بھوتوں کا مسکن، گھر کہاں ہے
یقیناً اس کو ذلت نے ہے گھیرا

کتابوں کی اہمیت پر پانچ جملے لکھیے:



نیچے دی ہوئی تصویروں پر دو دو جملے لکھیے:





.....

.....



.....

.....



.....

.....



.....

.....

عملی کام:



نظم کو زبانی یاد کیجیے:

اپنی پسندیدہ پانچ کتابوں کے نام لکھیے:

.....

.....



بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:

آشنائی

رفاقت

غضب

رشتہ

حلاوت





14

آئیے لغت دیکھیں



(پانچویں جماعت کا کمرہ۔ اُستاد جماعت میں داخل ہوتے ہیں۔ تمام طلبا کھڑے ہو جاتے ہیں۔)

طلباء : (ایک ساتھ) السلام علیکم!

اُستاد : وَ عَلَیْکُمُ السَّلَام! بیٹھ جائیے۔ آپ کو تو معلوم ہی ہوگا کہ میاں فیاض کو چوتھی جماعت میں اردو مضمون میں سب سے زیادہ نمبر ملے ہیں اور سالانہ جلسے میں انھیں ایک کتاب انعام میں دی گئی ہے۔ میاں فیاض! انعام مبارک ہو۔

طلباء : (مل کر) مبارک ہو، مبارک ہو!

فیاض : شکریہ، شکریہ!

اُستاد : فیاض! ذرا یہ بتائیے کہ آپ کو کون سی کتاب انعام میں ملی ہے؟



فتیاض : جناب، مجھے نام تو یاد نہیں ہے۔ ابا جان کہہ رہے تھے کہ اس میں الفاظ کے معنی دیئے ہوئے ہیں۔

اُستاد : آپ جانتے ہیں ایسی کتاب کو کیا کہتے ہیں؟

فتیاض : جی نہیں! جناب۔

اُستاد : اچھا! آپ میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ ایسی کتاب کو کیا کہتے ہیں؟

(سب بچے خاموش رہتے ہیں)

اُستاد : ایسی کتاب کو 'لُغت' کہتے ہیں۔

ناصر : جناب، ہماری اُردو کی کتاب میں بھی ہر سبق کے بعد الفاظ کے معنی دیئے گئے ہیں۔ کیا لُغت میں بھی اسی طرح ہوتا ہے؟

اُستاد : (مسکراتے ہوئے) بالکل اسی طرح تو نہیں ہوتا، کچھ فرق ہوتا ہے۔ ہماری کتاب میں ہر سبق میں آنے والے نئے الفاظ کے معنی لکھے جاتے ہیں، لیکن لُغت میں بہت سے الفاظ کے معنی ہوتے ہیں۔

ماجد : لیکن جناب، لُغت میں ہزاروں لفظ ہوتے ہوں گے، پھر ہم کسی خاص لفظ کے معنی کس طرح ڈھونڈتے ہیں؟ کیا اس کے لیے پوری کتاب دیکھنی پڑتی ہے؟

اُستاد : یہ بہت اچھا سوال ہے۔ آج میں آپ کو یہی بتانے والا ہوں کہ لُغت میں الفاظ کے معنی کیسے تلاش کیے جاتے ہیں۔

(اُستاد بچوں کو لُغت دکھاتے ہیں۔ سبھی باری باری لُغت دیکھتے ہیں۔)

اُستاد : کوئی بتا سکتا ہے کہ اس میں کیا خاص بات ہے؟

سلیم : جناب میں نے دیکھا ہے کہ الف سے شروع ہونے والے تمام الفاظ شروع میں دیئے ہوئے ہیں۔

اُستاد : بالکل صحیح! صرف اتنا ہی نہیں۔ اس میں تمام الفاظ حروفِ تہجی کی ترتیب میں جمع کیے گئے ہیں۔

آصف : جناب اس کا مطلب یہ ہوا کہ 'الف' سے 'ی' تک تمام الفاظ جمع کیے گئے ہیں۔

اُستاد : درست ہے! آپ کو تمام حروفِ تہجی ترتیب سے یاد ہونے چاہئیں۔ 'لام' کے بعد کون سا حرف آتا ہے؟ اسلم آپ بتائیے۔

اسلم : 'میم'

اُستاد : اور 'نون' کے بعد کیا آتا ہے؟ حسن! آپ بتائیے۔

حسن : (سوچ کر) 'واو'

اُستاد : بہت خوب! اگر ہمیں لفظ منزل کے معنی دیکھنے ہوں تو کیسے دیکھیں گے؟ فیاض! آپ بتائیے۔

(اُستاد تختہ سیاہ پر لفظ "منزل" لکھتے ہیں۔)

فیاض : حرفِ میم کے نیچے دیکھیں گے۔

اُستاد : اچھا! ڈھونڈ کر بتائیے۔

(فیاض کوشش کرتا ہے، لیکن یہ لفظ نہیں ملتا۔)

فیاض : جناب اس میں میم سے شروع ہونے والے بہت سے لفظ ہیں۔ ڈھونڈنا مشکل ہے۔

اُستاد : لفظ 'منزل' میں 'میم' کے بعد کون سا حرف ہے؟

تمام بچے: (ایک ساتھ) 'نون'

اُستاد : لغت میں 'میم' سے شروع ہونے والے الفاظ غور سے دیکھیے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ان میں پہلے وہ

الفاظ اکٹھا کیے گئے ہیں جن میں 'میم' کے بعد 'الف' آتا ہے جیسے مات، مار، ماش وغیرہ۔ اس کے

بعد وہ الفاظ ہیں جن کے بعد 'ب' آتا ہے جیسے مبارک، مبتلا، مبشر وغیرہ۔ اس سے آپ کی سمجھ

میں کون سی بات آتی ہے؟

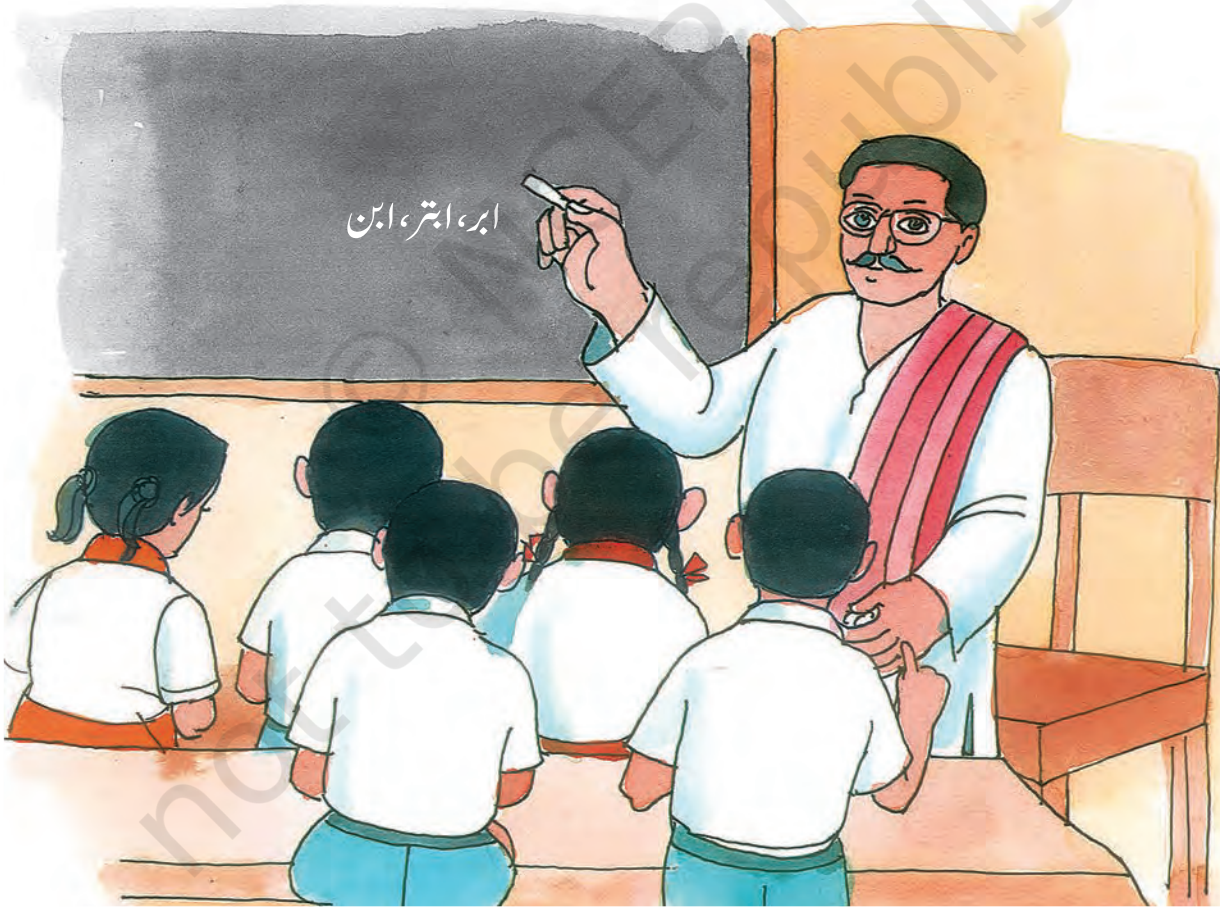
راشد : جناب، اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہاں نہ صرف 'میم' سے شروع ہونے والے تمام الفاظ کو ایک ساتھ جمع کیا گیا ہے بلکہ ہر لفظ کے دوسرے حروف کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

اُستاد : بالکل صحیح! یہ بھی حروفِ تہجی کی ترتیب میں ہیں۔ اس لیے لفظ 'منزل' کے معنی ڈھونڈنے کے لیے آپ کس بات کا خیال رکھیں گے؟

راشد : ہم اسے میم، نون میں ڈھونڈیں گے۔

اُستاد : اچھا فیاض، میم نون کے نیچے دیکھو۔

(فیاض لفظ منزل ڈھونڈ نکالتا ہے)



فیاض : مل گیا جناب! اس کے معنی ہیں اُترنے کی جگہ، رہنے کی جگہ، مسافر خانہ، سرائے۔ جناب!

اس میں تو بہت سے معنی دیئے ہوئے ہیں۔ کون سے معنی صحیح ہیں؟

اُستاد : ہر معنی اپنی جگہ صحیح ہے۔ لفظ 'منزل' اس جملے میں دیکھیے "قافلہ منزل پر ٹھہر گیا" یہاں، منزل کے معنی ہوں گے، اُترنے کی جگہ۔ فرض کیجیے آپ نے کسی مکان پر 'سلطان منزل' لکھا ہوا دیکھا۔ یہاں منزل کے معنی ہوں گے 'رہنے کی جگہ' یعنی مکان۔ ہر لفظ کے معنی جملے میں اس کے استعمال کے مطابق ہوتے ہیں۔

اُستاد : اچھا! میں یہاں تختہ سیاہ پر تین لفظ لکھتا ہوں۔ بتائیے ان میں کون سا لفظ لغت میں پہلے آئے گا؟
(اُستاد لکھتے ہیں ابر، ابتر، ابن)

کریم : جناب، میں بتاتا ہوں۔

اُستاد : ہاں، بتائیے!

کریم : پہلے 'ابر' آئے گا۔

اُستاد : فیاض! کیا یہ صحیح ہے؟

فیاض : جی نہیں۔ پہلے 'ابتر' آئے گا۔

اُستاد : کیوں؟

فیاض : اس لیے کہ ان تینوں لفظوں میں پہلے دو حروف وہی ہیں 'ا' اور 'ب' اس لیے تیسرا حرف دیکھنا ہوگا۔ 'ابر' میں 'ر' ہے۔ 'ابتر' میں 'ت' ہے۔ 'ابن' میں 'ن' ہے۔ حروف تہجی میں 'ت' پہلے آتا ہے، اس لیے 'ابتر' پہلے آئے گا۔ اس کے بعد 'ابر' اور آخر میں 'ابن' آئے گا۔

اُستاد : شاباش! میرا خیال ہے کہ اب آپ یہ ساری باتیں سمجھ گئے ہوں گے۔ اس بارے میں آئندہ اور بھی معلومات دی جائیں گی۔

مشق

لفظ اور معنی:

طلباء	:	علم حاصل کرنے والے، طالب کی جمع
حروفِ تہجی	:	حروفِ ہجا مثلاً اب پ ت وغیرہ
تختہ سیاہ	:	بلیک بورڈ (Black Board)
مات	:	ہار، شکست
مار	:	سانپ
ماش	:	اُرد کی دال
بتلا	:	گھرا ہوا، گرفتار
مبشر	:	خوش خبری دینے والا
قافلہ	:	مسافروں کا گروہ، کارواں
ابر	:	بادل
ابتر	:	بدحال
ابن	:	بیٹا

غور کیجیے:

♦ مطالعہ کے دوران بعض ایسے نئے الفاظ سامنے آتے ہیں جن کے معنی ہمیں معلوم نہیں ہوتے۔ ایسی کتاب جس میں کسی زبان کے الفاظ اور ان کے معنی درج ہوں اسے لغت کہتے ہیں۔ لغت

سے ہم کسی نئے لفظ کے معنی معلوم کر سکتے ہیں۔ اس سبق میں بتایا گیا ہے کہ لغت میں نئے الفاظ کیسے تلاش کیے جائیں تاکہ ہمیں ان کے معنی معلوم ہو سکیں۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- اُستاد نے فیاض کو کس بات کی مبارک باد دی؟
- 2- آپ کی درسی کتاب کے ہر سبق کے بعد جو الفاظ اور معنی دیے گئے ہیں ان میں اور لغت میں کیا فرق ہے؟
- 3- حروفِ تہجی کا ترتیب سے یاد ہونا کیوں ضروری ہے؟
- 4- 'سلطان منزل' میں لفظ 'منزل' کے کیا معنی ہیں؟

ان تصویروں کو غور سے دیکھیے:



ڈاک کی خط بانٹ رہا ہے۔



بچے لغت دیکھ رہے ہیں۔



اُستاد تختہ سیاہ پر لکھ رہے ہیں۔



عورت کپڑے سی رہی ہے۔

ان تصویروں میں 'نچے'، 'ڈاکیہ'، 'عورت' اور 'اُستاد' کام کر رہے ہیں۔ یہ سب فاعل ہیں۔

کام کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں۔

• نیچے دی ہوئی تصویروں کو دیکھ کر 'فعل' اور 'فاعل' لکھیے:

فعل:

فاعل:



فعل:

فاعل:



فعل:

فاعل:



فعل:

فاعل:



فعل:

فاعل:



نیچے لکھے ہوئے الفاظ لُغَت میں جس ترتیب سے آتے ہیں اسی ترتیب میں لکھیے:

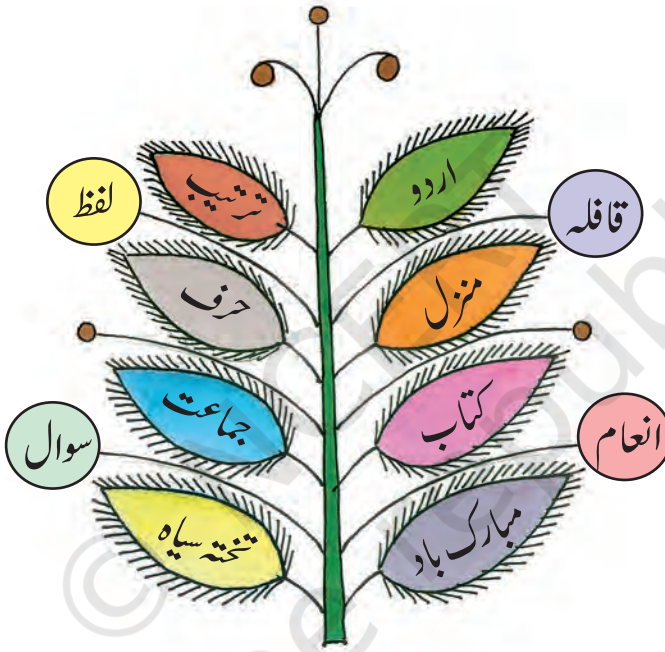


سرائے	منزل
لُغَت	ابر
مضمون	حرف

نیچے دیے ہوئے لفظوں کو ان کے صحیح خانوں میں لکھیے:



مَوَاقِف



مَذَر

نیچے دی ہوئی تصویروں پر دو دو جملے لکھیے:





.....

.....



.....

.....

نیچے دیے ہوئے لفظوں کے واحد لکھیے:

جمع	طلباء	اسباق	الفاظ	سوالات	مضامین	لغات	منازل	معلومات
واحد								

عملی کام:

♦ اخبار سے پانچ الفاظ چنیے اور لغت میں ان کے معنی تلاش کر کے لکھیے:

لفظ	معنی	لفظ	معنی	لفظ	معنی
.....					
.....					





پہلی جنگِ آزادی کا سپہ سالار



عامر آج بہت خوش تھا۔ اس کے اسکول میں یومِ آزادی کا جشن منایا جا رہا تھا۔ اس موقع پر اسکول میں ایک ڈراما سٹیج کیا گیا۔ جس کا موضوع تھا 'پہلی جنگِ آزادی کا سپہ سالار'۔ اس ڈرامے میں بہادر شاہ ظفر کی زندگی کے حالات پیش کیے گئے تھے۔



عامر نے بھی اس ڈرامے میں حصہ لیا۔ ڈراما بہت پسند کیا کیا اور سب نے طلباء کی بہت تعریف کی۔ عامر کے ابو بھی پروگرام دیکھنے گئے تھے۔ گھر لوٹ کر انھوں نے عامر کو مبارک باد دی۔ عامر نے کہا: ”ابو! میں 1857 کی جنگِ آزادی کے بارے میں اور معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ بتائیے۔“



اَبو نے جواب دیا۔ ”بیٹا یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ بس یوں سمجھ لو کہ انگریز اپنے ناپاک ارادوں کے ساتھ ہندوستان میں داخل ہوئے۔ تاجر بن کر آئے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی۔ اپنے ملک کا مال یہاں بیچنے لگے اور یہاں کی چیزیں اونے پونے داموں خرید کر اپنے ملک لے جانے لگے۔ دھیرے دھیرے وہ بعض ہندوستانی صنعتوں کے مالک بن بیٹھے۔ اپنی چالاکی اور مکاری سے انھوں نے ملکی انتظامات اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ 1837 میں جب بہادر شاہ ظفر کو بادشاہ بنایا گیا تو مغلوں کی حکومت نام کی رہ گئی تھی۔ انگریز بادشاہ کو وظیفہ دیتے تھے اور حکم کمپنی کے افسروں کا چلتا تھا۔“

عامر نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ ”اَبو! تو بادشاہ انگریزوں کی بات مانتے ہی کیوں تھے؟“

”بیٹا! انگریز بڑے طاقت ور ہو گئے تھے۔ انھوں نے اپنی فوج بھی بنالی تھی۔“ اَبو نے جواب دیا۔

عامر نے فوراً کہا۔ ”تو کیا اتنے بہت سے انگریز ہندوستان آ گئے تھے کہ ان کی فوج بھی بن گئی۔“

اَبو نے بتایا۔ ”نہیں بیٹا! انگریزوں نے ہندوستانیوں کو اپنی فوج میں بھرتی کیا تھا۔ تنخواہ انگریز دیتے تھے اس لیے ہندوستانی ان کا حکم مانتے تھے۔“

”تو کیا بادشاہ کے پاس فوج نہیں تھی؟“ عامر نے پوچھا۔

اَبو نے جواب دیا۔ ”بیٹا فوج تو تھی لیکن برائے نام۔“

”پھر 1857 کی جنگِ آزادی کیسے لڑی گئی؟“ عامر نے سوال کیا۔

اَبو نے بتایا۔ ”انگریزوں کا ظلم اور نا انصافی بڑھتی جا رہی تھی۔ عوام میں بے چینی تھی۔ بہادر شاہ ظفر کو بھی عوام کے حالات کا علم تھا۔ وہ اپنے ملک کو انگریزوں سے نجات دلانا چاہتے تھے۔ ادھر اودھ کی بیگم حضرت محل، جھانسی کی رانی لکشمی بائی، بہار کے بابو کنور سنگھ، نانا صاحب پیشوا اور تانٹیا ٹوپے وغیرہ اپنے اپنے علاقوں میں انگریزوں کے قدم اکھاڑنے کی جدوجہد میں لگے تھے۔“



عامر نے کہا — ”اُو! اس کا مطلب یہ ہوا کہ سارے ملک میں لوگ انگریزوں کے خلاف ہو گئے تھے۔“
 اُو نے کہا — ”ہاں بیٹا! انگریزی فوج کے ہندوستانی سپاہیوں میں بھی انگریزوں کے خلاف بے چینی پیدا ہو رہی تھی۔ انگریز ان ہندوستانی فوجیوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے۔ انگریزوں کے خراب رویے اور بعض دوسرے معاملات کی وجہ سے میرٹھ چھاؤنی کے ہندوستانی سپاہیوں نے بغاوت کر دی۔ انھوں نے اپنے انگریز افسروں کو قتل کر دیا۔ 10 مئی 1857 کو پانچ ہزار سپاہیوں نے دلی کا رخ کیا۔ اگلے دن وہ سپاہی لال قلعہ پہنچے۔ بہادر شاہ ظفر کو اپنا شہنشاہ تسلیم کیا۔ سپاہیوں نے بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ ان کی کمان سنبھالیں۔“



”اس کا مطلب یہ ہوا کہ انگریزوں کی فوج اب بہادر شاہ ظفر کی فوج ہو گئی۔“ عامر نے پوچھا۔

ابو نے جواب دیا۔ ”ہاں بیٹا! جس فوج نے بغاوت کی تھی وہ اب بہادر شاہ ظفر کے ساتھ ہو گئی تھی۔ انھوں نے فوج کی کمان جنرل بخت خاں کو سونپ دی۔ ان کی سربراہی میں ہندوستانی فوجیوں نے انگریزوں کو دلی سے بھگا دیا۔“

”تو پھر یہ جنگ ناکام کیوں ہوئی؟“ عامر نے پوچھا۔

ابو نے بتایا۔ ”اس لیے کہ انگریزوں کی فوجیں دلی کے باہر مورچے بنائے ڈٹی رہیں۔ انگریز اپنی فوجی طاقت بڑھانے میں لگے رہے۔ وہ ہندوستان پر مکمل حکومت کے خواب کو ادھورا نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ اُن کے جاسوس شہر میں پھیلے ہوئے تھے اور ہندوستانی فوج کی پل پل کی خبریں انگریزوں کو پہنچا رہے تھے۔ ہندوستانی سپاہیوں نے پانچ مہینے تک ڈٹ کر انگریزوں کا مقابلہ کیا، لیکن یہ فوج منظم نہ تھی۔ ان کے پاس وسائل کی بھی بے انتہا کمی تھی۔ اس وجہ سے انگریز دلی پر دوبارہ قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔“

”اوہو! تو اس وجہ سے یہ جنگ ناکام ہوئی۔“ عامر نے کہا۔



اَبّو نے کہا — ”ہاں بیٹا اس وقت انگریزوں کی چالاکی ہم پر بھاری پڑی۔ انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔ بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کر لیا اور ان کے دو بیٹوں کو سرعام گولی مار دی گئی۔ انگریزوں نے آزادی کی اس جنگ کو غدر کا نام دیا۔ بہادر شاہ ظفر پر مقدمہ چلا کر انھیں بغاوت کا ذمے دار قرار دیا۔ اور جلا وطن کر کے انھیں رنگون بھیج دیا۔“

”اپنے وطن سے دُور؟“ عامر نے پوچھا۔

اَبّو نے کہا — ”ہاں بیٹا! بہادر شاہ ظفر کو اپنے وطن سے بہت محبت تھی۔ وہ ہندوستان واپس آنا چاہتے تھے لیکن انگریزوں نے اُن کی ایک نہیں سنی۔ بہادر شاہ ظفر نے یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ اُن کی موت کے بعد اُن کو ہندوستان میں دفن کیا جائے۔ انگریزوں نے اُن کی یہ خواہش بھی پوری نہیں کی۔ 9 نومبر 1862 کو اُن کی وفات ہوئی اور انھیں رنگون ہی میں دفن کر دیا گیا۔“

عامر نے پوچھا — ”تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بہادر شاہ ظفر اپنے وطن آ ہی نہ سکے۔“

اَبّو نے کہا — ”ہاں بیٹا!“ نتیجی سبھاش چندر بوس نے اپنی آزاد ہند فوج کے ساتھ پہلی جنگِ آزادی کے اس سپہ سالار کے مزار پر حاضری دی۔ انھوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ان کے باقیات ہندوستان لے جائے جائیں۔“

اس طرح بہادر شاہ ظفر کی رہ نمائی میں آزادی کی جو جنگ شروع ہوئی تھی وہ 15 اگست 1947 کو کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔ اس کی یاد میں آج تمھارے اسکول میں جشن منایا گیا۔

”اَبّو! آپ نے بڑی اچھی معلومات فراہم کیں۔ میں یہ سب باتیں اپنے دوستوں کو بتاؤں گا۔ وہ بھی سن کر خوش ہو جائیں گے۔“ عامر نے کہا۔

مشق

لفظ اور معنی:

موضوع	:	وہ مسئلہ جسے بنیاد بنا کر کچھ کہا، لکھا جائے
سپہ سالار	:	فوج کا سردار
حیرت زدہ	:	حیران
برائے نام	:	نہ ہونے کے برابر
نجات	:	چھٹکارا، رہائی
بغاوت	:	نافرمانی، غدر
سربراہی	:	سرداری
بدسلوکی	:	بُرا برتاؤ
منظم	:	باقاعدہ
وسائل	:	ذرائع، وسیلے کی جمع
سرعام	:	عوام کے سامنے
غدر	:	بغاوت، ہنگامہ
جلاوطن	:	دیس سے نکالا ہوا
باقیات	:	بچی ہوئی چیزیں، ہڈیاں
ہم کنار ہونا	:	ملنا
فراہم کرنا	:	بہم پہنچانا، جمع کر دینا



غور کیجیے:



بہادر شاہ ظفر کی رہنمائی میں جس جنگِ آزادی کا آغاز ہوا تھا، اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے اتحاد کی ایک غیر معمولی مثال قائم کی تھی۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- عامر نے جس ڈرامے میں حصہ لیا اس کا موضوع کیا تھا؟
- 2- ملک میں انگریزوں کے خلاف اور کون کون لوگ جدوجہد کر رہے تھے؟
- 3- میرٹھ کے سپاہیوں نے لال قلعہ پہنچ کر بہادر شاہ ظفر سے کیا درخواست کی؟
- 4- انگریز دلی پر قبضہ کرنے میں کس طرح کامیاب ہوئے؟
- 5- بہادر شاہ ظفر کونگون کیوں بھیجا گیا؟
- 6- نیتاجی سبھاش چندر بوس نے اُن کے مزار پر کس خواہش کا اظہار کیا تھا؟

نیچے دیے ہوئے جملوں کو سبق کے مطابق صحیح لفظوں سے پُر کیجیے:



بدسلوکی مقدمہ ملکی کمان جنگِ آزادی

- 1- میں 1857 کی کے بارے میں اور معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔
- 2- اپنی چالاکی اور مکاری سے انھوں نے انتظامات اپنے ہاتھ میں لے لیے۔
- 3- انگریز ان ہندوستانی فوجیوں کے ساتھ کرتے تھے۔
- 4- سپاہیوں نے بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ ان کی سنبھالیں۔
- 5- بہادر شاہ ظفر پر چلا کر انھیں بغاوت کا ذمہ دار قرار دیا۔

پڑھیے سمجھیے اور لکھیے:



♦ جو زمانہ گزر چکا ہو اسے **ماضی** کہتے ہیں۔ ♦ موجودہ زمانے کو **حال** کہتے ہیں۔

♦ آنے والے زمانے کو **مستقبل** کہتے ہیں۔

♦ نیچے دیے ہوئے جملوں میں کس زمانے کا ذکر ہے، خالی جگہوں میں لکھیے:

1- میں جنگِ آزادی کے بارے میں اور معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

2- مغلوں کی حکومت نام کی رہ گئی تھی۔

3- یہ سب باتیں میں اپنے دوستوں کو بتاؤں گا۔

♦ ماضی، حال اور مستقبل کی دو مثالیں لکھیے:

مستقبل

حال

ماضی

..... ♦ ♦ ♦
..... ♦ ♦ ♦

ان محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:



جملوں میں استعمال

محاورہ

..... ♦ قدم اُکھڑنا ♦

..... ♦ ڈٹ کر مقابلہ کرنا ♦

..... ♦ ایک نہ سُننا ♦

..... ♦ بھاری پڑنا ♦



نیچے دی ہوئی تصویروں کو ان کے صحیح ناموں سے ملائیے:



تصویر

نام



جھانسی کی رانی



سبھاش چندر بوس



تانٹیا ٹو پے



بابو کنور سنگھ



بہادر شاہ ظفر



بیگم حضرت محل

نیچے دیے ہوئے جملوں میں رنگین لفظوں کے متضاد خالی جگہوں میں لکھیے:



♦ عام آج بہت خوش تھا۔

♦ بہادر شاہ ظفر کی زندگی کے حالات پیش کیے گئے تھے۔

♦ سب نے طلبا کی بہت تعریف کی۔

♦ ابو نے جواب دیا۔

♦ انگریز اپنے ناپاک ارادوں کے ساتھ ہندوستان میں داخل ہوئے۔

♦ اونے پونے داموں خرید کر اپنے ملک لے جانے لگے۔

پہلی جنگِ آزادی (1857) پر پانچ جملے لکھیے:





دریا کنارے چاندنی

کیا چھا رہی ہے چاندنی
 اٹھلا رہی ہے چاندنی
 دریا کی اک اک لہر کو
 نہلا رہی ہے چاندنی
 لہرا رہی ہے چاندنی!
 دریا کنارے دیکھنا
 پانی میں تارے دیکھنا
 تاروں کو دامن میں لیے
 کیا کیا نظارے دیکھنا
 دکھلا رہی ہے چاندنی!



ٹھنڈی ہوا خاموش ہے
اجلی فضا خاموش ہے
خاموش ہے سارا جہاں
ہر اک صدا خاموش ہے
اور چھا رہی ہے چاندنی!

اے لو وہ بدلی آگئی
اور چاندنی پر چھا گئی
باہر نکلنے کے لیے
پھر آئی پھر کترا گئی
گھبرا رہی ہے چاندنی!
لو رات کے منظر چلے
تارے بھی گھل گھل کر چلے
بیٹھے ہوئے یاں کیا کریں
اختر ہم اپنے گھر چلے
اب جا رہی ہے چاندنی!

(اختر شیرانی)

مشق

لفظ اور معنی:



فضا	:	منظر، ماحول
دامن	:	آنچل
نظارہ	:	منظر
صدا	:	آواز

غور کیجیے:



♦ 'چاندنی میں نہانا' محاورے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ 'چاندنی کا دریا کی لہروں کو نہلانا' ایک انوکھا خیال ہے۔

♦ چاندنی کا اٹھلانا، لہرانا اور گھبرانا بڑا خوب صورت اور پر لطف طرزِ بیان ہے۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



1- شاعر نے نظم میں کس چیز اور کس جگہ کا منظر پیش کیا ہے؟

2- 'دریا کی اک اک لہر کو نہلا رہی ہے چاندنی' کا کیا مطلب ہے؟

3- پانی میں تارے کیوں نظر آ رہے ہیں؟

4- شاعر نے چاندنی کے گھبرانے کی کیا وجہ بیان کی ہے؟

نیچے دیے ہوئے لفظوں سے جملے بنائیے:



چاندنی	صدا	دامن	بدلی	منظر
--------	-----	------	------	------

کچھ الفاظ ایسے ہوتے ہیں جن کی آوازیں یکساں یا ملتی جلتی ہوتی ہیں لیکن ان کے معنی الگ الگ ہوتے ہیں۔ ایسے لفظوں کی دو قسمیں ہیں۔



♦ ایک وہ جن کی آوازیں اور حروف دونوں ایک ہی ہوں۔ مثلاً

لفظ	معنی	لفظ	معنی
بدلی	بادل کا ٹکڑا	چشمہ	عینک
بدلی	تبادلہ یا بدلی ہوئی شکل	چشمہ	پانی کا سوتا

♦ دوسری وہ جن کی آوازیں یکساں ہوتی ہیں، لیکن ان کے حروف میں فرق ہوتا ہے۔ مثلاً

لفظ	معنی	لفظ	معنی
آم	ایک پھل	صدا	آواز
عام	معمولی	سدا	ہمیشہ

♦ خانوں میں دیے ہوئے لفظوں کے معنی لکھیے:

لفظ	معنی	لفظ	معنی
مانگ		کان	
مانگ		کان	
لفظ	معنی	لفظ	معنی
کثرت		آری	
کسرت		عاری	

نیچے دی ہوئی تصویر کی مدد سے ایک کہانی بنائیے اور خالی جگہوں میں لکھیے:



Four horizontal dotted lines for writing the story.

نیچے دیئے ہوئے مصرعوں کو مکمل کیجیے:



- 1- دریا کی اک اک کو
- 2- پانی میں دیکھنا
- 3- اجلی خاموش ہے
- 4- اور پر چھاگئی
- 5- لورات کے چلے
- 6- اختر ہم اپنے چلے

نیچے دیئے ہوئے لفظوں کی جمع لکھیے:



واحد	تارا	پھول	فضا	منظر	صدا	ندی	نظارہ	لہر
جمع								

عملی کام:



نظم کو زبانی یاد کیجیے۔



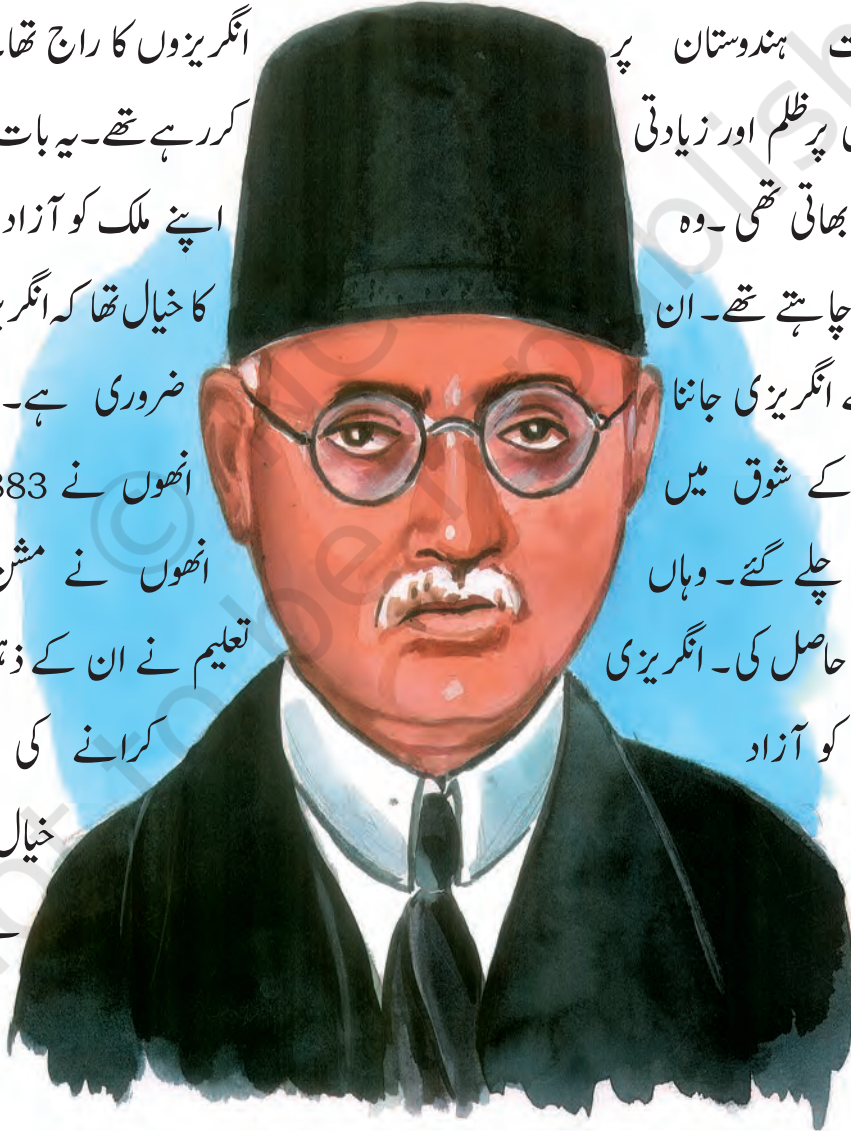
مولانا برکت اللہ بھوپالی



4510CH17

مولانا برکت اللہ بھوپالی 1862 میں بھوپال میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولوی شجاعت اللہ ایک سرکاری مدرسے میں مدرس تھے۔ برکت اللہ کو بچپن ہی سے تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ انھوں نے عربی، فارسی اور اردو کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور مدرسہ سلیمانہ بھوپال میں مدرس کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔

اس وقت ہندوستان پر سے ہندوستانیوں پر ظلم اور زیادتی کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ وہ خوش حال دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کرنے کے لیے انگریزی جاننا حاصل کرنے کے شوق میں چھوڑ دیا اور بمبئی چلے گئے۔ وہاں انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ انگریزی جس سے ملک کو آزاد ہوگئی۔ ان کا سے ٹکڑ لینے کے میں جا کر ان کے



انگریزوں کا راج تھا۔ وہ طرح طرح کر رہے تھے۔ یہ بات مولانا برکت اللہ اپنے ملک کو آزاد اور اہل وطن کو کا خیال تھا کہ انگریزوں سے مقابلہ ضروری ہے۔ انگریزی تعلیم انھوں نے 1883 میں بھوپال انھوں نے مشن اسکول میں تعلیم نے ان کے ذہن کو روشن کر دیا کرانے کی خواہش شدید خیال تھا کہ انگریزوں لیے بیرونی ملکوں خلاف فضا تیار



کی جائے۔ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوئے اور خاموشی کے ساتھ بمبئی سے انگلستان روانہ ہو گئے۔ وہ کچھ عرصے تک لیور پول یونیورسٹی کے اورینٹل کالج میں عربی کے پروفیسر رہے۔

برکت اللہ بھوپالی کو تحریر و تقریر دونوں میں مہارت حاصل تھی۔ انگلستان کے قیام کے دوران وہاں کے اخباروں میں چھپنے والی اپنی تحریروں اور جوشیلی تقریروں سے انھوں نے ایک پہچان بنالی۔ وطن کو آزاد کرانا ان کی زندگی کا مشن بن گیا تھا۔ وہ گیارہ سال انگلستان میں رہے اور اپنے مشن کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھا۔ تنگ آ کر حکومت برطانیہ نے انھیں انگلستان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اپنے مشن پر قائم رہتے ہوئے وہ امریکہ چلے گئے۔ وہاں چھ سال رہے۔ انقلابی سرگرمیوں کے سبب انھیں امریکہ بھی چھوڑنا پڑا۔ اب انھوں نے جاپان کا رخ کیا اور ٹوکیو یونیورسٹی میں مشرقی زبانوں کے شعبے میں پروفیسر ہو گئے۔ برکت اللہ بھوپالی کا اصل مقصد ملازمت نہیں بلکہ اپنے مشن کو آگے بڑھانا تھا۔ جاپان میں انھوں نے ”اسلامک فریڈم“ (اسلامی بھائی چارہ) کے نام سے ایک جماعت قائم کی۔ اسی نام سے ایک اخبار بھی جاری کیا جس کے ذریعے انھوں نے ہندوستان کو برطانیہ کی غلامی سے آزاد کرانے کی مہم چلائی۔

مولانا برکت اللہ بھوپالی اب تنہا نہ تھے۔ ان کی آواز میں آواز ملانے والے دوسرے انقلابی بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ جلاوطن انقلابیوں کے ساتھ مل کر مولانا نے ایک ”انقلابی پارٹی“ کی بنیاد ڈالی۔ ان کی انقلابی سرگرمیوں پر پابندی لگانے کے لیے برطانوی حکومت نے جاپانی حکومت پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ اس وجہ سے مولانا کو جاپان چھوڑ کر پیرس جانا پڑا۔ پیرس میں وہ اخبار ”الانقلاب“ کے ایڈیٹر مقرر ہوئے جو ہندوستان کی آزادی کا ترجمان تھا۔ یہاں انھوں نے انگریزی حکومت کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو تیز تر کر دیا۔ ان کی سرگرمیوں پر انگریزی حکومت کی گہری نظر تھی، اس لیے پیرس میں بھی وہ زیادہ عرصے نہ رہ سکے اور ایک بار پھر امریکہ چلے گئے۔ یہاں انھوں نے ”ایسوسی ایشن آف پیسیفک کوسٹ“ قائم کی۔ ایک

اخبار ”غدر“ کے نام سے جاری کیا۔ کچھ دنوں بعد ”غدر پارٹی“ کے نام سے ایک انقلابی جماعت بھی بنائی۔ اس اخبار اور پارٹی کا مقصد برطانوی حکومت کا تختہ الٹ کر ہندوستان میں آزاد حکومت قائم کرنا تھا۔ مولانا برکت اللہ بھوپالی نے اپنے انقلابی مشن کو کامیاب بنانے کے لیے ترکستان، روس، سوئٹزر لینڈ اور افغانستان کا بھی سفر کیا۔ اُن ملکوں کے سربراہوں سے ملاقات کر کے انھوں نے اپنے مشن کے لیے حمایت کی اپیل کی۔

اکتوبر 1915 میں کابل میں آزاد ہندوستان کی پہلی عارضی جلاوطن حکومت قائم کی گئی۔ مولانا برکت اللہ بھوپالی کو اس حکومت کا وزیر اعظم بنایا گیا۔ راجا مہندر پرتاپ سنگھ اس کے صدر اور مولانا عبید اللہ سندھی اس کے وزیر خارجہ تھے۔ اس حکومت میں ہندوستان کے بہت سے حریت پسند شامل تھے۔

مولانا نے اپنی زندگی پوری طرح اپنے وطن ہندوستان کو آزاد کرانے کے لیے وقف کر دی تھی۔ وہ ایک انقلابی رہنما تھے۔ انھوں نے عمر کا بڑا حصہ جلاوطنی میں گزارا اور طرح طرح کی مشکلیں برداشت کیں۔ ستمبر 1927 میں سان فرانسسکو میں ان کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے اپنے اس قول کو پورا کر دکھایا:

”جب تک سرزمینِ ہند پر آزادی کا سورج نہ چمکے گا، برکت اللہ کے قدم وہاں نہ پڑیں گے۔“

مولانا برکت اللہ بھوپالی ایک بے باک صحافی، نڈر انقلابی اور مردِ آہن تھے۔ انھوں نے اپنی طویل مجاہدانہ زندگی میں دنیا کی سب سے بڑی طاقت، برطانوی سامراج سے زبردست ٹکری اور ہر محاذ پر اس کا مقابلہ کیا۔ وہ آخری سانس تک وطن سے دور رہ کر وطن کی خدمت کرتے رہے۔

مدھیہ پردیش حکومت نے ان کی خدمات کے اعتراف میں بھوپال یونیورسٹی کا نام ’برکت اللہ یونیورسٹی‘ رکھا۔ لال قلعہ دہلی میں مجاہدینِ آزادی کے میوزیم میں مولانا برکت اللہ بھوپالی کے نام سے ایک گوشہ قائم کیا گیا ہے۔ بھوپال میں ایک کمیونٹی ہال اور دوسری یادگاریں بھی ان کے نام سے منسوب ہیں۔

مشق

لفظ اور معنی:

مدِرس	:	اُستاد، درس دینے والا
آغاز	:	ابتدا، شروع
محاذِ آرائی	:	مورچہ کھولنا، مقابلہ کرنا
جلا وطنی	:	ملک بدری، دیس نکالا
مجاہدانہ	:	جدوجہد سے بھری ہوئی
ترجمان	:	نمائندہ
سربراہ	:	سردار
وزیر خارجہ	:	بیرونی ملکوں کے معاملات کا وزیر
عارضی	:	وقتی، جو مستقل نہ ہو
حریت پسند	:	آزادی چاہنے والا
بیرونی	:	باہری
مردِ آہن	:	مضبوط ارادے والا
مجاہد	:	جدوجہد کرنے والا
گوشہ	:	کونا، حصہ
منسوب	:	متعلق، نسبت دیا گیا

غور کیجیے:



♦ مولانا برکت اللہ بھوپالی ایک انقلابی رہنما تھے۔ ملک کی آزادی ان کی زندگی کا مقصد تھا۔ ان کا خیال تھا کہ انگریزوں کا مقابلہ کرنے کے لیے انگریزی جاننا نہایت ضروری ہے۔ ملک کی آزادی کے لیے فضا ساز گار بنانے کی غرض سے انھوں نے کئی بیرونی ملکوں کا سفر کیا۔ کئی جماعتیں اور سوسائٹیاں بنائیں اور اخبارات جاری کیے۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- مولانا برکت اللہ بھوپالی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
- 2- اخبار اسلامک فریڈم کس لیے جاری کیا گیا؟
- 3- مولانا نے امریکہ میں کون سا اخبار جاری کیا؟
- 4- مولانا نے اپنے انقلابی مشن کو کامیاب بنانے کے لیے کن کن ملکوں کا سفر کیا؟
- 5- مولانا نے اپنے کس قول کو پورا کر دکھایا؟
- 6- ہمارے ملک میں ان کے نام سے کون کون سی یادگاریں ہیں؟

خالی جگہوں کو صحیح الفاظ سے پُر کیجیے:

- 1- وہ اپنے ملک کو آزاد اور اہل وطن کو..... دیکھنا چاہتے ہیں۔
- 2- انگریزی تعلیم نے اُن کے ذہن کو..... کر دیا۔
- 3- برکت اللہ بھوپالی کا اصل مقصد..... نہیں بلکہ اپنے..... کو آگے بڑھانا تھا۔
- 4- جلاوطن انقلابیوں کے ساتھ مل کر مولانا نے ایک..... کی بنیاد ڈالی۔
- 5- انھوں نے انگریزی حکومت کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو..... کر دیا۔

نیچے دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:



محاورہ	جملوں میں استعمال
ایک آنکھ نہ بھانا	
تختہ اُلٹ دینا	
ہمت نہ ہارنا	
ٹکڑا لینا	

کالم 'الف' اور 'ب' کے صحیح جوڑ ملائیے:



ب	الف
صدر بنایا گیا۔	کابل میں آزاد ہندوستان کی پہلی عارضی حکومت قائم کی گئی تو مولانا برکت اللہ بھوپالی کو
وزیر خارجہ بنایا گیا۔	راجا مہندر پرتاب سنگھ کو
اس حکومت کا زیر اعظم بنایا گیا۔	مولانا عبید اللہ سندھی کو

خالی خانوں کو صحیح لفظ سے بھریے:



واحد	مُشکل	رُکن	تعلیم	قوم
جمع	مدارس	وزرا	تقاریر	مقاصد



مولانا برکت اللہ بھوپالی کی قائم کی ہوئی تین تنظیموں اور اُن کے جاری کیے ہوئے تین اخباروں کے نام لکھیے:



تنظیم	اخبار
-------	-------

.....	♦		♦
.....	♦		♦
.....	♦		♦

اس سبق میں دو لفظوں سے مل کر بنے ہوئے کچھ الفاظ آئے ہیں جیسے 'خوش حال' اور 'بے باک'۔ اسی طرح 'خوش' اور 'بے' لگا کر چار چار الفاظ لکھیے۔



خوش		خوش		خوش		خوش	
بے		بے		بے		بے	

مولانا برکت اللہ بھوپالی کے بارے میں پانچ جملے لکھیے:



.....	♦
.....	♦
.....	♦
.....	♦
.....	♦

بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:

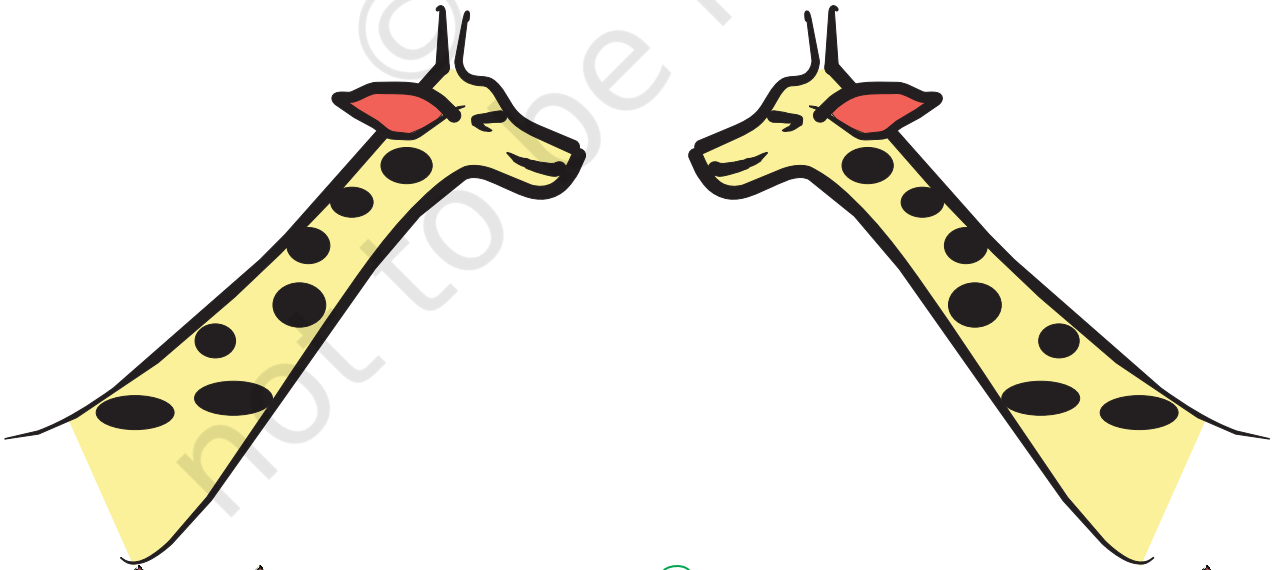
حریت

اعتراف

مرد آہن

ترجمان

جلاوطن





18

کیرالا کی سیر

دہلی

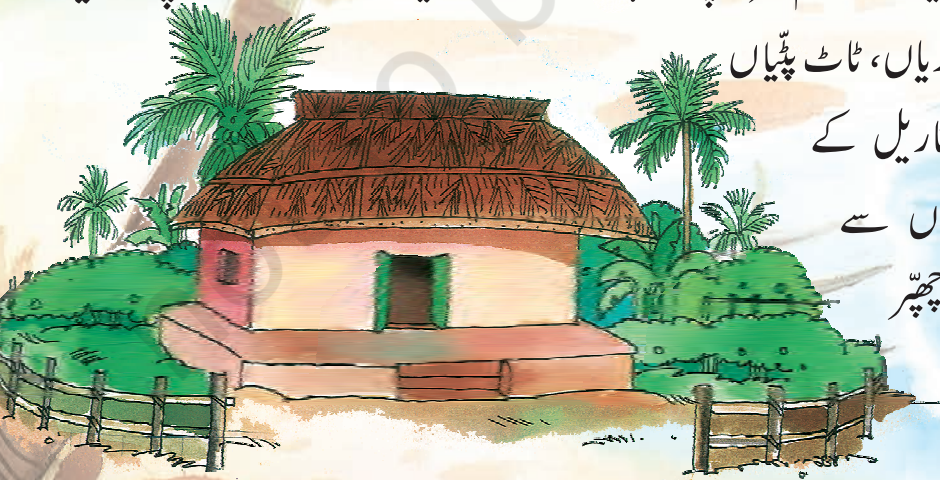
4/ اکتوبر 2007

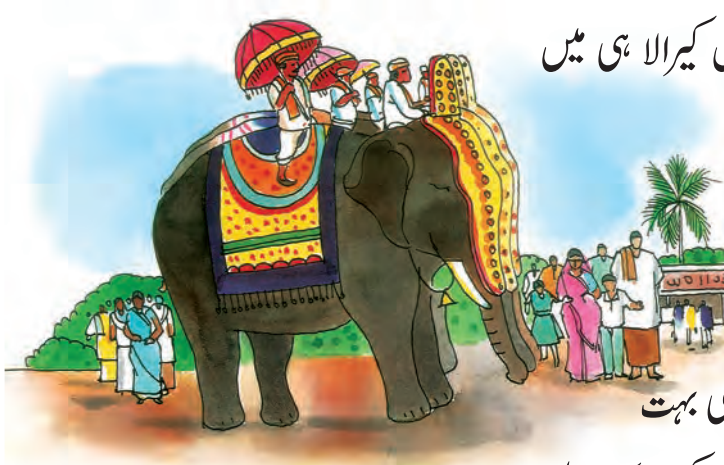
پیاری سہیلی آمنہ

یہ صحیح ہے کہ میں تمہیں بہت دنوں سے کوئی خط نہیں لکھ پائی۔ میں نے پچھلے خط میں تمہیں بتایا تھا کہ ہمارے اسکول سے ایک ٹور جنوبی ہندوستان کی سیر پر جا رہا ہے۔ امی ابو کی اجازت سے میں بھی اس میں شریک ہو گئی۔ ہماری جماعت کی اور لڑکیاں بھی ساتھ گئی تھیں۔ ہم نے کرناٹک، تامل ناڈو، آندھرا پردیش اور کیرالا کی سیر کی۔ مجھے کیرالا بہت اچھا لگا۔

ریاست کیرالا ہندوستان کے جنوب میں واقع ہے۔ یہاں جگہ جگہ ناریل کے درخت نظر آتے ہیں۔ کیرالا کے معنی ہی ناریل کا گھر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس ریاست کا نام کیرالا پڑا۔ یہاں کے لوگ ناریل کے تیل سے کھانا پکاتے ہیں۔

اس کے ریشے سے رسی، دریاں، ٹاٹ پٹیاں اور غالیچے بناتے ہیں۔ ناریل کے درخت کے تنوں اور پتوں سے گھروں کی دیواریں اور چھتر بنائے جاتے ہیں۔





جنوبی ہندوستان میں سب سے زیادہ بارش کیرالا ہی میں ہوتی ہے۔ اسی لیے یہاں گھنے جنگلات ہیں۔

کیرالا میں جگہ جگہ سمندر زمینی حصوں کے اندر چلا گیا ہے۔ یہی اس کی سب سے بڑی خوب صورتی ہے۔

یہاں کا زیادہ تر علاقہ پہاڑی ہے۔ گرمی بھی بہت

پڑتی ہے۔ کیرالا کے ہرے بھرے اور گھنے جنگل دیکھنے کے قابل ہیں۔

ان جنگلوں میں ہاتھیوں کے جھنڈ کے جھنڈ نظر آتے ہیں۔ ہمارے استاد نے ہمیں روز وڈ اور ساگوان کے درخت بھی دکھائے جو یہاں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

کیرالا کی راجدھانی ترونتاپورم ہے۔ یہاں کی زبان ملیالم ہے۔ کتھاکلی یہاں کا مشہور ناچ ہے اور اونم یہاں کا خاص تہوار۔ ہم نے دیکھا کہ گرمی کی فصلیں کٹ چکی تھیں۔ کسان بہت خوش اور مطمئن تھے۔ جب ہم لوگ وہاں پہنچے تو بڑے زور و شور سے اونم کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

اونم کا جشن دس دن تک چلتا ہے۔ ان دنوں کیرالا میں جگہ جگہ ناچ گانے اور کھیلوں کے مقابلے ہوتے ہیں۔ ہاتھیوں کے جلوس نکلتے ہیں، کشتیوں کی دوڑ ہوتی ہے۔ طرح طرح کے پکوان تیار کیے جاتے

ہیں۔ دوستوں، پڑوسیوں اور

رشتے داروں کی دعوتیں

ہوتی ہیں۔

ہم نے دیکھا

کہ اونم کے موقع پر لڑکے

لڑکیاں صبح سویرے ہاتھوں



میں ٹوکریاں لیے نکل جاتی ہیں۔ وہ اپنی ٹوکریوں میں رنگ
برنگے پھول جمع کر کے لوٹی ہیں۔ عورتیں نہا دھو کر نئے
کپڑے پہنتی ہیں اور ان پھولوں سے رنگ برنگی رنگولیاں
بناتی ہیں۔

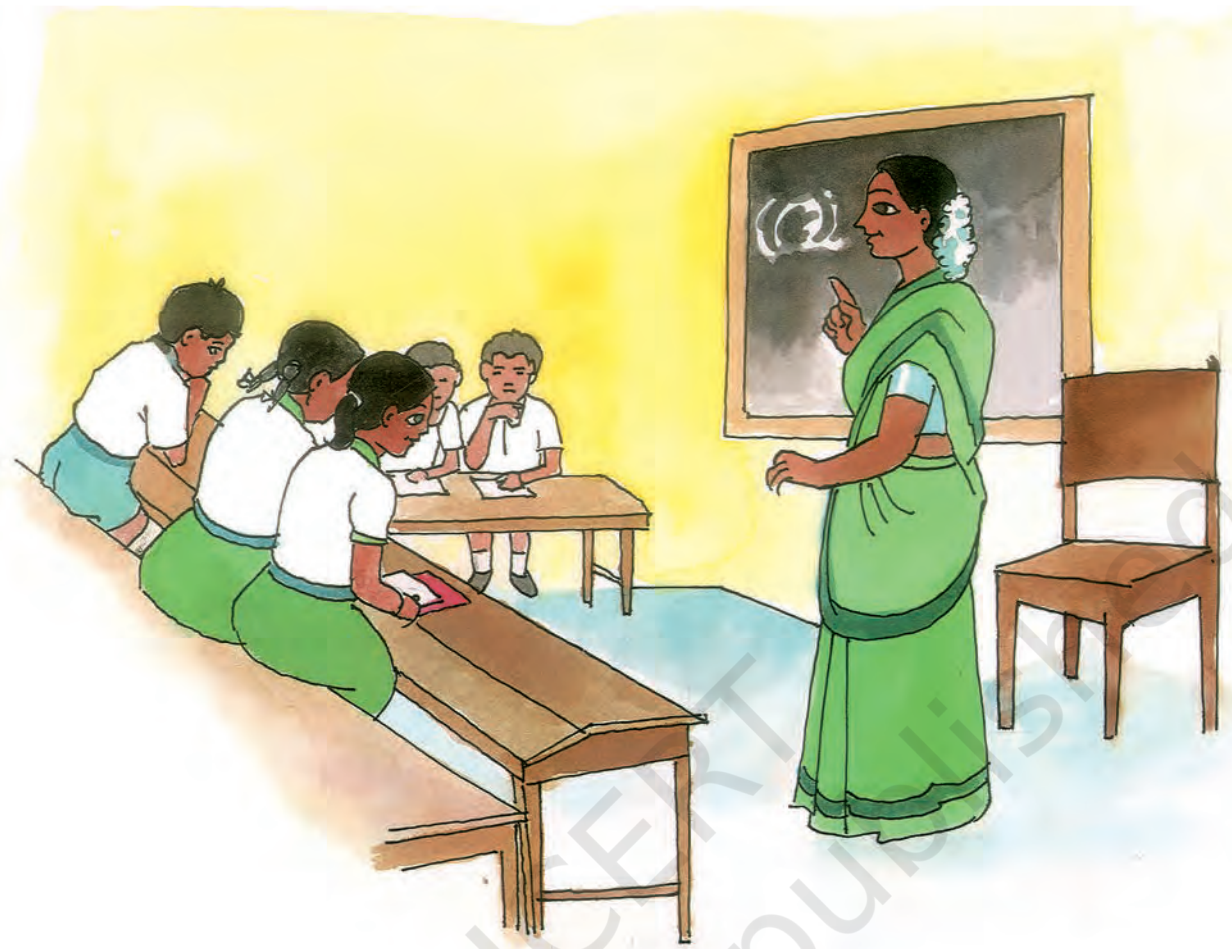


گھر کے بچوں بیچ صحن میں چوکور رنگولی دیکھ کر میں تو
حیران رہ گئی۔ الگ الگ رنگوں اور طرح طرح کے پھولوں
سے اسے خوب سجایا گیا تھا۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے

رنگولی بنانے کا طریقہ سیکھا۔ ہمارے استاد نے کہا کہ اس بار سالانہ جلسے میں مہمانوں کے استقبال کے لیے
ہم بھی اسکول کے آنگن میں رنگولی بنائیں گے۔

اونم کے اس امنگ بھرے تہوار پر کشتیوں کی دوڑ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ملیالم میں اسے 'ولم کلی'
کہتے ہیں۔ اس دوڑ میں حصہ لینے والی کشتیوں کا اگلا حصہ سانپ کے پھن کی شکل کا بنایا جاتا ہے۔ پچھلا حصہ
سانپ کی دم معلوم ہوتا ہے۔ تقریباً 15 میٹر لمبی کشتی میں پچاس آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے۔ سب
چمکیلے اور بھڑک دار کپڑے پہنے ہوتے ہیں۔ دور دور سے لوگ ان ناگ پھنی کشتیوں کی دوڑ





دیکھنے آتے ہیں اور ناؤ کھینے والوں کا حوصلہ بڑھاتے ہیں۔ کنارے کھڑے ہو کر ہم نے اس دوڑ کے خوب
 مزے لیے اور جیتنے والی کشتیوں کے ملاحوں سے ہاتھ ملا کر انھیں مبارک باد دی۔
 کیرالا کی حسین وادیاں، بہتے جھرنے، لہلہاتے کھیت اور سمندر کے خوب صورت ساحل مجھے اتنے پسند
 آئے کہ میں نے اس سیر میں تمھیں بھی شریک کر لیا۔
 آخر میں یہ اور بتادوں کہ کیرالا والے تعلیم میں بہت آگے ہیں۔ وہاں پڑھنے والوں کی تعداد سو فی صد ہے۔

خدا حافظ

تمھاری دوست

زینب



مشق

لفظ اور معنی:

جنوب	:	ایک سمت کا نام، دکن
غالیچہ	:	قالین
روزوڈ	:	ایک قسم کی لکڑی
استقبال	:	خیر مقدم، سواگت
علامت	:	نشانی
ملاح	:	ناؤ کھینے والا

غور کیجیے:

◆ کیرالا کے دلکش اور خوب صورت قدرتی مناظر سیاحوں کو اپنی طرف کھینچ لاتے ہیں۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:

- 1- زینب نے کن کن ریاستوں کی سیر کی؟
- 2- کیرالا کے لوگ ناریل کو کن کن کاموں میں استعمال کرتے ہیں؟
- 3- کیرالا کی راجدھانی اور یہاں کی زبان کیا ہے؟
- 4- کیرالا کا سب سے مشہور تہوار کون سا ہے اور وہ کتنے دن منایا جاتا ہے؟
- 5- رنگولی کس طرح بنائی جاتی ہے؟
- 6- 'وٹم کلی' کیا ہے اور یہ کیسے کھیلا جاتا ہے؟

خالی جگہوں میں صحیح لفظ لکھیے:

- 1- ریاست کیرالا ہندوستان کے میں واقع ہے۔
- 2- کیرالا کے ہرے بھرے اور گھنے دیکھنے کے قابل ہیں۔
- 3- ہم لوگ وہاں پہنچے تو بڑے زور و شور سے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔
- 4- پھولوں سے رنگ برنگی بنائی جاتی ہیں۔
- 5- دور دور سے لوگ ان ناگ پھنی کی دوڑ دیکھنے آتے ہیں۔
- 6- وہاں پڑھنے والوں کی سو فی صد ہے۔

ان لفظوں سے جملے بنائیے:



نیچے دیے ہوئے جملوں میں جہاں جہاں صفت کا استعمال ہوا ہے اسے پہچانیے اور خالی جگہوں میں لکھیے:

سب چمکیلے اور بھڑک دار کپڑے پہنے ہوتے ہیں۔ کیرالا کی حسین وادیاں، بہتے جھرنے، لہلہاتے کھیت اور سمندر کے خوب صورت ساحل مجھے اتنے پسند آئے کہ میں نے اس سیر میں تمہیں بھی شریک کر لیا۔

.....

.....

.....

ہر تصویر کے نیچے اس کا صحیح عنوان لکھیے:



ناگ پھنی کشتی ناریل کا درخت کتھا کلی رنگولی و لم کلی ہاتھیوں کا جلوس

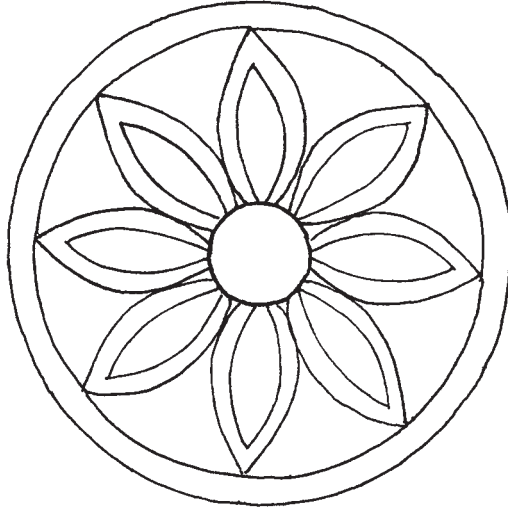


کیرالا کی سیر پر پانچ جملے لکھیے:



Four sets of horizontal lines for writing, each preceded by a diamond symbol.

نیچے رنگولی کا خاکہ دیا گیا ہے اس میں رنگ بھریے:



عملی کام:



اپنے دوست کو ایک خط لکھیے جس میں اپنے کسی سفر کا حال بیان کیجیے:

Handwriting practice area with a large rectangular box containing horizontal lines for writing. The box is divided into two sections: a top section with three lines and a bottom section with four lines. The text 'خدا حافظ' (Khuda Hafiz) is written in the bottom section.



تلی تلی بائیں، تلی گردن
آئی نہیں ہے، ماں لائی ہے
نیند ابھی آنکھوں میں بھری ہے
مکھڑے پر چاندی کی جھلک ہے
نتھی سی اک سیتا کہیے
پتھر پر اک پھول کھلا ہے
کم سن، سیدھی، بھولی بھالی

اک نتھی مٹی سی پُجَارن
بھور بھئے مندر آئی ہے
وقت سے پہلے جاگ اُٹھی ہے
آنکھوں میں تاروں کی چمک ہے
کیسی سُندر ہے کیا کہیے
دھوپ چڑھے تارا چمکا ہے
چاند کا ٹکڑا، پھول کی ڈالی



کان میں چاندی کی بالی ہے
دل میں لیکن دھیان نہیں ہے
کیسی بھولی اور سیدھی ہے
ماں بڑھ کر چٹکی لیتی ہے
ہنسنا رونا اس کا مذہب
خود تو آئی ہے مندر میں
من ہے اُس کا گڑیا گھر میں

(اسرارالحق مجاز)

مشق

لفظ اور معنی:

پُجَارن	:	پوجا کرنے والی
بھور	:	صبح
مکھڑا	:	چہرہ
سیتا	:	رام چندر جی کی بیوی کا نام
دھوپ چڑھے	:	دن چڑھے
کم سن	:	کم عمر
دھیان	:	گہری توجہ
گیان	:	علم

غور کیجیے:

♦ اس نظم میں شاعر نے ایک ننھی مٹی بچی کی فطرت کی عکاسی کی ہے۔ اس کی ماں اسے مندر لے جاتی ہے لیکن اس کا دل گڑیا گھر میں لگا رہتا ہے۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:

- 1- اس نظم میں ننھی پُجَارن کسے کہا گیا ہے؟
- 2- شاعر نے آنکھوں میں نیند بھری ہونے کی کیا وجہ بیان کی ہے؟
- 3- نظم میں سیتا اور چاند کا ٹکڑا کسے کہا گیا ہے؟

4- شاعر نے نتھی پُجَارن کے بارے میں کیا کیا باتیں بتائی ہیں؟

5- 'ماں بڑھ کر چٹکی لیتی ہے' کا کیا مطلب ہے؟

6- نتھی پُجَارن کا مَن کہاں ہے؟

نیچے دیے ہوئے مصرعوں کو مکمل کیجیے:

آنکھوں میں کی چمک ہے
چاند کا ٹکڑا، کی ڈالی
ماں بڑھ کر لیتی ہے
نتھی سی اک کہتے
پوجا کا کچھ نہیں ہے
اس کو سے کیا مطلب

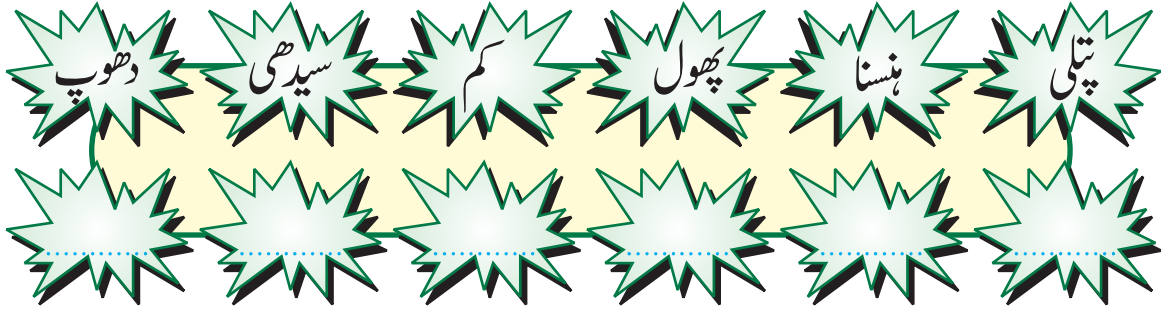
نیچے دیے ہوئے لفظوں کی جمع خانوں کے مطابق لکھیے:

واحد	گرگیا	تھالی	ڈالی	آنکھ	بالی	مکھڑا
جمع						

نیچے دیئے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے اور خالی جگہوں میں لکھیے:

دھیان ~~✓~~
تھالی ~~✓~~
گیان ~~✓~~
مذہب ~~✓~~
نہند ~~✓~~

نیچے دیے ہوئے لفظوں کے نیچے ان کے متضاد لکھیے:



نیچے دیے ہوئے غلط املا میں لکھے ہوئے لفظوں کو درست کیجیے:



.....	وکت		مذحب
.....	غیان		متلب
.....	پزارن		کھود

’تتھی پجارن‘ کے بارے میں پانچ جملے لکھیے:



.....	◆
.....	◆
.....	◆
.....	◆
.....	◆

بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:



.....				
.....				
.....				
.....				
.....				

عملی کام:

- ◆ تھھی پچارن نظم زبانی یاد کیجیے۔
- ◆ تھھی پچارن کے خاکے میں رنگ بھرے۔





ایک مرتبہ اکبر بادشاہ اپنے وزیر بیربل کے ساتھ سیر کو نکلے۔ موسم کا لطف لیتے ہوئے دونوں شہر سے باہر آگئے۔ ان کی نگاہ ایک لکڑہارے پر پڑی جو لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر پر رکھے ہوئے چلا آ رہا تھا۔ اس کو دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اچانک ایک خیال پیدا ہوا۔ وہ لکڑہارے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیربل سے مخاطب ہوئے۔

اکبر : کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ لکڑہارا ہمارے بارے میں کیا سوچتا ہوگا؟

بیربل : جہاں پناہ! سیدھی سی بات ہے۔ جیسے خیالات آپ لکڑہارے کے بارے میں رکھتے ہیں، ویسا ہی وہ آپ کے بارے میں بھی سوچتا ہوگا۔

اکبر : لیکن میں اسے نہیں مانتا۔ دوسرے انسان کے دل کی بات کوئی کیسے جان سکتا ہے؟



بیربل : آپ کو یقین نہ ہو تو اپنے کانوں سے سن لیجیے۔ مہربانی کر کے آپ ایک درخت پر چڑھ کر اپنے آپ کو چھپالیجیے۔

(درخت کی موٹی شاخ پر چھپ کر بیٹھے ہوئے اکبر بادشاہ سوچنے لگتے ہیں۔)
”یہ لکڑہارا ہمارے جنگل کی لکڑیاں ہماری اجازت کے بغیر کاٹ کر لے جاتا ہے۔ اس کو سخت سزا ملنی چاہیے۔“

(اس طرح کے کئی اور خیالات بادشاہ کے دماغ میں آئے۔ تبھی لکڑہارا درخت کے قریب آ پہنچا۔)
(بیربل اسے روکتے ہیں۔)

بیربل : اے لکڑہارے! تم نے کچھ سنا، آج اکبر بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔
(لکڑہارا لکڑیوں کا گٹھا زمین پر پھینک کر ناپنے لگتا ہے۔)





لکڑہارا: اچھا ہوا جو دنیا سے اُٹھ گیا۔ ایسے بادشاہ کا مرجانا ہی بہتر ہے جو اپنی رعایا کے دکھ درد کو نہ سمجھ سکے۔ میں تو آج جلیبیاں بانٹوں گا۔ اکبر نے لکڑہارے کی بات سنی، اسے یقین نہیں آیا۔
(یہ کہ کر لکڑہارے نے اپنا لکڑی کا گٹھا سر پر رکھا اور گنگناتا ہوا چلا گیا۔)

اکبر : بیربل! یہ تو برائی کے بارے میں بات ہوئی۔ اچھائی کے بارے میں بھی سن لوں تو تمھاری بات پر پوری طرح یقین آجائے گا۔

بیربل : جہاں پناہ! تھوڑی دیر اور ٹھہریے۔ وہ دیکھیے ایک بوڑھی عورت آرہی ہے۔ بڑی غریب اور دکھی نظر آتی ہے۔ اس کے بارے میں اچھے خیالات دل میں لائیے۔ پھر اس کی باتیں سنیے گا۔

اکبر : سچ مچ یہ بہت پریشان لگ رہی ہے۔ ترس آرہا ہے اس بے چاری پر۔ آج سے ہی اس کے کھانے پینے کے لیے شاہی خزانے سے انتظام کروادوں گا۔

بیربل : جہاں پناہ! آپ جلدی سے چھپ جائیے، تاکہ وہ آپ کو نہ دیکھ سکے۔

اکبر : ٹھیک ہے۔

(اکبر چھپ جاتے ہیں۔ بوڑھی عورت کے قریب آنے پر بیربل اسے روکتے ہیں۔)

بیربل : ارے مائی! تجھے پتا ہے یا نہیں۔ آج اکبر بادشاہ چل بسے۔

(یہ سنتے ہی بوڑھی عورت دھاڑیں مار مار کر رونے لگتی ہے۔)

بوڑھی عورت : ارے اللہ! یہ کیا غضب ہو گیا، ایسا رحم دل بادشاہ اب کہاں ملے گا۔ وہ اپنی رعایا کا کتنا خیال رکھتا تھا۔ ہندو اور مسلمان دونوں اس کی آنکھوں کے تارے تھے۔ اے اللہ اس کے بدلے میں تو میری جان لے لیتا پر اس کو سلامت رکھتا۔

بوڑھی عورت کی بات سن کر اکبر کے دل میں بیربل کی کہی ہوئی بات کی سچائی پر ذرا بھی شک نہیں رہا۔
اکبر : بیربل! تم نے ٹھیک کہا کہ کوئی بھی شخص دوسروں کے لیے جیسے خیالات رکھتا ہے، دوسرے بھی اس شخص کے بارے میں ویسے ہی خیالات رکھتے ہیں۔



مشق

لفظ اور معنی:

لفظ	:	مزہ
مُخاطَب ہونا	:	بات کرنا
جہاں پناہ	:	دنیا کو پناہ دینے والا، مراد بادشاہ
انتقال ہو جانا	:	دنیا سے چلا جانا، مرجانا
رعایا	:	عوام، پر جا
غضب ہو جانا	:	کوئی ایسا کام ہو جانا جس سے دوسروں کو تکلیف اور پریشانی ہو، برا ہونا

غور کیجیے:

- ♦ اکبر اور بیربل کے قصے بہت مشہور ہیں۔
- ♦ اس قصے سے سبق ملتا ہے کہ ہمیں بدگمانی سے بچنا چاہیے اور دوسروں کے بارے میں اچھے خیالات رکھنے چاہئیں۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:

- 1- اکبر اور بیربل سیر کرتے ہوئے کہاں پہنچ گئے؟
- 2- اکبر نے لکڑہارے کے بارے میں کیا سوچا؟
- 3- بوڑھی عورت کے بارے میں اکبر کیا سوچ رہے تھے؟

- 4- بوڑھی عورت نے اکبر کی موت کی خبر سن کر کیا کہا؟
 5- لکڑہارے اور بوڑھی عورت کی باتیں سن کر اکبر کس نتیجے پر پہنچے؟

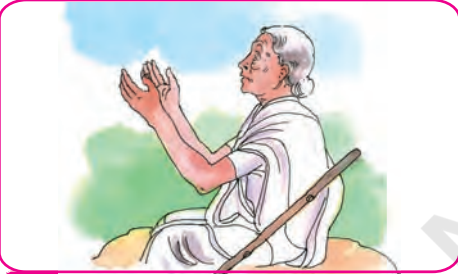
ان تصویروں کو غور سے دیکھیے، پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے:



بیربل تم نے ٹھیک کہا؟



آپ ایک درخت پر چڑھ کر اپنے آپ کو درخت میں چھپا لیجیے۔



اے اللہ! اس کے بدلے میں تو میری جان لے لیتا۔



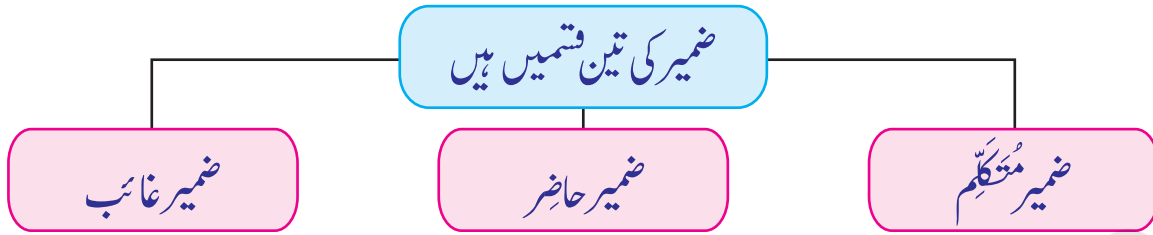
ہمارے جنگل کی لکڑیاں ہماری اجازت کے بغیر کاٹ کر لے جاتا ہے۔



آج ہی اس کے کھانے پینے کے لیے شاہی خزانے سے انتظام کرادوں گا۔

♦ ان تصویروں کے نیچے اکبر، بیربل اور عورت کی کہی ہوئی باتیں لکھی ہوئی ہیں، جن میں 'آپ'، 'تم'، 'ہمارے'، 'ہماری'، 'میری' اور 'اس' جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

کسی بھی اسم کی جگہ استعمال کیے جانے والے لفظ 'ضمیر' کہلاتے ہیں۔



بات کرنے والا اپنے لیے جو ضمیر استعمال کرتا ہے، اُسے ضمیر متکلم کہتے ہیں۔

جیسے: 'میں'، 'ہم'، 'میرا'، 'میری'، 'ہمارا'، 'ہماری'

بات کرنے والا سننے والے کے لیے جو ضمیر استعمال کرتا ہے، اسے ضمیر حاضر کہتے ہیں۔

جیسے: 'تو'، 'تم'، 'آپ'، 'تمہارا'، 'تمہاری'، 'تمہیں'، 'آپ کی'

بات کرنے والا غیر موجود شخص کے لیے جو ضمیر استعمال کرتا ہے۔ اسے ضمیر غائب کہتے ہیں۔

جیسے: 'وہ'، 'ان'، 'اسے'، 'انہیں'

♦ نیچے دیے ہوئے جملوں میں خالی جگہوں کو صحیح ضمیروں سے پُر کیجیے:

کیا..... بتا سکتے ہو کہ یہ لکڑہارا..... بارے میں کیا سوچتا ہوگا؟ جیسے خیالات..... لکڑہارے کے بارے میں رکھتے ہیں۔ ویسا ہی..... آپ کے بارے میں بھی سوچتا ہوگا۔ لیکن..... اسے نہیں مانتا۔..... کو یقین نہ ہو تو اپنے کانوں سے سن لیجیے۔ اے لکڑہارے!..... نے کچھ سنا، آج اکبر بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔

نیچے دی ہوئی باتیں کس نے کس سے کہیں؟ خالی جگہوں میں لکھیے:

جیسے خیالات آپ لکڑہارے کے بارے میں رکھتے ہیں، ویسا ہی وہ آپ کے بارے میں بھی سوچتا ہوگا۔

دوسرے انسان کے دل کی بات کوئی کیسے جان سکتا ہے؟

ایسے بادشاہ کا مرجانا ہی بہتر ہے جو اپنی رعایا کے دکھ درد کو نہ سمجھ سکے۔

اے اللہ اس کے بدلے میں تو میری جان لے لیتا۔

ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک لفظ لکھیے:

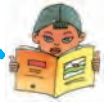
لکڑیاں کاٹ کر بیچنے والا بادشاہت کرنے والا

جس کے دل میں رحم ہو جو عقل مندی کی باتیں کرتا ہو

عملی کام:

’اکبر اور بیربل‘ کا کوئی اور قصہ پڑھیے اور اپنے دوستوں کو سنائیے:

مثال کے مطابق نیچے دی ہوئی ہر تصویر کے لیے دو دو لفظ لکھیے:

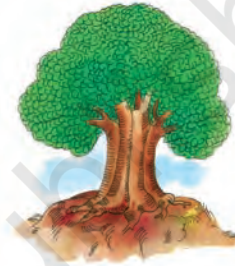


مثال:



گھر

مکان



بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:



غضب

رعایا

اجازت

یقین

لطف

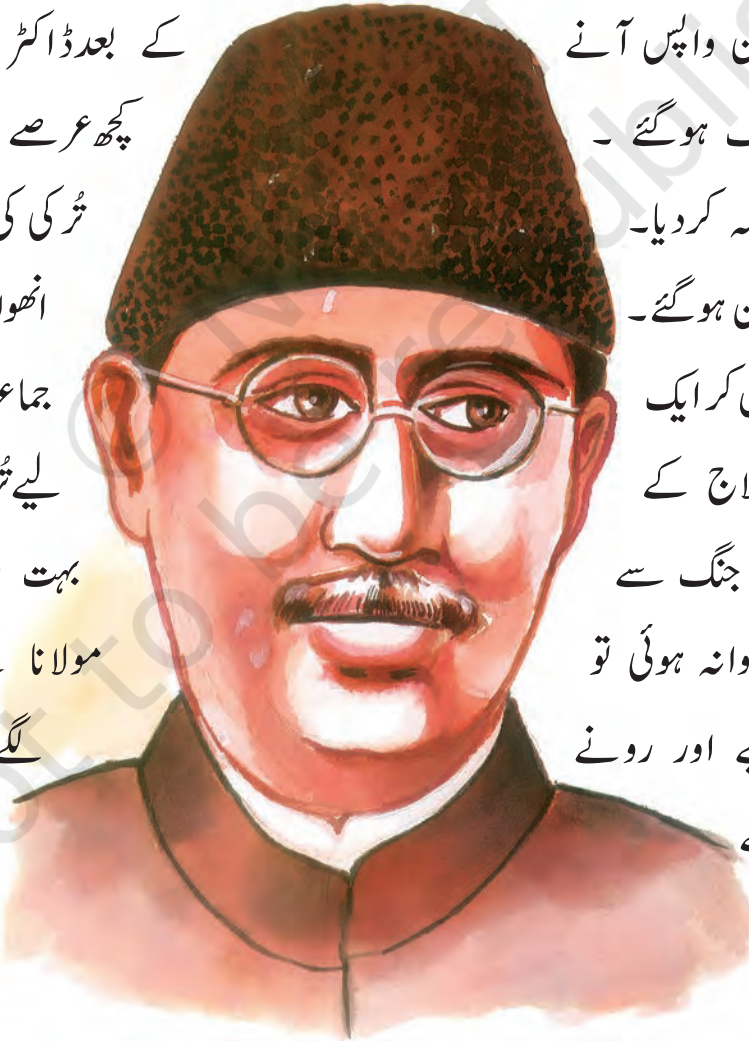


ڈاکٹر مختار احمد انصاری

21

آپ نے ہندوستان کے بڑے لوگوں کے بارے میں بہت کچھ سنا ہوگا۔ ایسے ہی بڑے لوگوں میں ڈاکٹر مختار احمد انصاری بھی تھے۔ وہ 25 دسمبر 1880 کو غازی پور (اتر پردیش) میں پیدا ہوئے۔ وہ بچپن ہی سے ذہین اور مہنتی تھے۔

ہندوستان میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد انھوں نے برطانیہ کا سفر کیا اور وہاں ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کی۔ ہندوستان واپس آنے خدمت میں مصروف ہو گئے۔ پڑوسی ملکوں نے حملہ کر دیا۔ میں سن کر وہ بے چین ہو گئے۔ دوستوں کے ساتھ مل کر ایک کے زخمیوں کے علاج کے شبلی نعمانی بھی اس جنگ سے لکھنؤ سے ٹرین روانہ ہوئی تو کے قدم چوم لیے اور رونے انصاری اور اُن کے کی دل و جان سے



کے بعد ڈاکٹر انصاری عوام کی کچھ عرصے بعد ترکی پر اس کے ترکی کی حالت کے بارے انھوں نے اپنے کچھ جماعت بنائی اور جنگ لیے ترکی کا سفر کیا۔ مولانا بہت رنجیدہ تھے۔ جب مولانا نے ڈاکٹر انصاری لگے۔ ترکی پہنچ کر ڈاکٹر دوستوں نے زخمیوں خدمت کی۔



ڈاکٹر انصاری غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آتے تھے۔ ان میں درد مندی کا بے پناہ جذبہ تھا۔ ان کے مطب میں ہر طرح کے اور ہر طبقے کے مریض آیا کرتے تھے۔ وہ خندہ پیشانی سے سب کا علاج کرتے۔ ان کے ہونٹوں پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی۔ ان کی گفتگو میں بڑی مٹھاس تھی۔ کبھی کبھی سنجیدہ مذاق بھی کر لیا کرتے اور دوسروں کے اچھے جملوں کی داد بھی دیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر انصاری بڑے مہمان نواز تھے۔ انھیں اچھا کھانا کھانے اور دوسروں کو کھلانے کا بہت شوق تھا۔ ان کے گھر ہندوستان اور دوسرے ملکوں سے مہمان آتے اور وہ ان کی خوب خاطر کیا کرتے۔

ڈاکٹر انصاری ایک بڑے مجاہد آزادی تھے۔ وہ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ وہ جانتے تھے کہ نا اتفاقی سے ملک کو بڑا نقصان ہوگا۔ انھوں نے 'ترکِ موالات' اور 'خلافت تحریک' میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کے ان ہی کارناموں کی وجہ سے انھیں 1927 میں کانگریس کا صدر چن لیا گیا۔ آزادی کی جنگ کے دوران وہ کئی بار جیل بھی گئے۔

ڈاکٹر انصاری ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ وہ قوم کے سچے معماروں میں سے ایک تھے۔ ان میں انتظامی صلاحیت بھی خوب تھی۔ حکیم اجمل خاں اور محمد علی جوہر کے مشورے سے وہ جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی کے امیر جامعہ (چانسلر) بنائے گئے۔ آخری عمر میں ان کی صحت خراب رہنے لگی تھی۔ 15 اگست 1936 کو ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی تدفین جامعہ ملیہ اسلامیہ کے قبرستان میں ہوئی۔ بعد میں ان کے نام سے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ایم۔ اے انصاری آڈیٹوریم اور ایم۔ اے انصاری ہیلتھ سینٹر قائم کیے گئے۔

عوام	:	عام لوگ
رنجیدہ	:	غم گین، اُداس
درد مندی	:	ہمدردی، دوسروں کے دکھ درد کا احساس
بے پناہ	:	حد سے زیادہ
مطب	:	دوا خانہ (Clinic)
طبقہ	:	گروہ، برداری
خندہ پیشانی	:	خوش دلی، خوش مزاجی
گفتگو	:	بات چیت
اتحاد	:	میل جول
سنجیدہ	:	شریفانہ، جس میں گھٹیا پن نہ ہو
مہمان نواز	:	مہمانوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آنے والا، خاطر تواضع کرنے والا
مجاہد	:	جدوجہد کرنے والا، کسی بڑے مقصد کی خاطر لڑنے والا
حامی	:	حمایت کرنے والا، ساتھ دینے والا
نا اتفاقی	:	پھوٹ
عظیم	:	بڑا
معمار	:	بنانے والا، تعمیر کرنے والا
موالات	:	دوستی، اتحاد

تحریک : لوگوں کو کسی خاص مقصد کی طرف توجہ دلانا اور اسے حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرنا

خلافت : اللہ تعالیٰ کی نیابت یعنی اللہ کے احکامات کے مطابق حکومت کرنا، اسلامی حکومت کو 'خلافت' کہا جاتا تھا۔

تدفین : دفن کرنا

غور کیجیے:



♦ آزادی کی لڑائی کے دوران انگریزوں کی بنائی ہوئی چیزوں کے بائیکاٹ کی جو تحریک شروع ہوئی اسے 'ترکِ موالات' کی تحریک کہتے ہیں۔

♦ تُرکی میں انگریز خلافت یعنی اسلامی طرزِ حکومت کے خاتمے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کارروائی کے خلاف ہندوستان میں جو تحریک شروع ہوئی اسے 'خلافت تحریک' کہتے ہیں۔ بڑی تعداد میں عوام کے شامل ہو جانے کی وجہ سے یہ تحریک مسلمانوں تک محدود نہ رہی بلکہ انگریزوں کے خلاف عوامی جدوجہد کا ایک حصہ بن گئی۔ ڈاکٹر مختار احمد انصاری ان دونوں تحریکوں میں سرگرمی سے شامل ہوئے۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- ڈاکٹر مختار احمد انصاری کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
- 2- ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کرنے کے لیے ڈاکٹر انصاری کہاں گئے تھے؟
- 3- ڈاکٹر انصاری نے تُرکی کا سفر کس مقصد سے کیا تھا؟
- 4- ڈاکٹر انصاری نے قومی خدمت کے کون کون سے کام انجام دیے؟
- 5- ڈاکٹر انصاری کن لوگوں کے مشورے سے امیر جامعہ بنائے گئے؟

خالی جگہوں کو صحیح لفظوں سے پُر کیجیے:

- 1- وہ سے سب کا علاج کرتے۔
- 2- ڈاکٹر انصاری ہندو مسلم کے زبردست حامی تھے۔
- 3- انہوں نے ترکِ موالات اور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔
- 4- انہیں 1927 میں کانگریس کا چن لیا گیا۔
- 5- ان کے نام سے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں آڈیٹوریم ہے۔

ان لفظوں کے واحد لکھیے:

جمع	جذبات	خدمات	شخصیات	حالات	نقصانات	طبقات	تعلیمات	احساسات
واحد								

ان لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

جماعت	جنگ	جذبہ	علاج	اتحاد
-------	-----	------	------	-------

ان لفظوں کے متضاد لکھیے:

خاص	رنجیدہ	جنگ	دوست	آزادی	عوام	انسان	نقصان

نیچے دی ہوئی تصویروں کو ان کے نام کے ساتھ ملائیے:



تصویر

نام



ٹیپو سلطان



بیگم حضرت محل



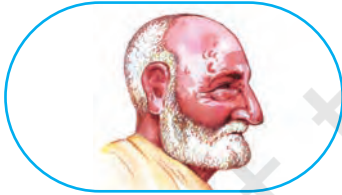
خان عبدالغفار خاں



مولانا ابوالکلام آزاد



ڈاکٹر مختار احمد انصاری



ڈاکٹر ذاکر حسین

عملی کام:



مجاہدین آزادی میں سے کسی ایک کے بارے میں ایک چھوٹا سا مضمون لکھیے:



قدرتی آفات



قدرت نے ہمارے لیے بڑی خوب صورت دنیا بنائی ہے۔ اس دنیا میں اونچے اونچے پہاڑ ہیں، پُر فضا وادیاں اور گھنے جنگلات ہیں۔ زرخیز زمین، خوب صورت جھیلیں اور گہرے سمندر بھی جو اپنی تہ میں نہ جانے کتنے خزانے چھپائے ہوئے ہیں۔ قدرت کی عطا کی ہوئی اس خوب صورتی کی دیکھ بھال کرنے اور اسے باقی رکھنے کی ذمہ داری انسان کی ہے۔ اس لیے ہمیں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس کی وجہ سے اس دنیا کا قدرتی حسن برباد ہو۔

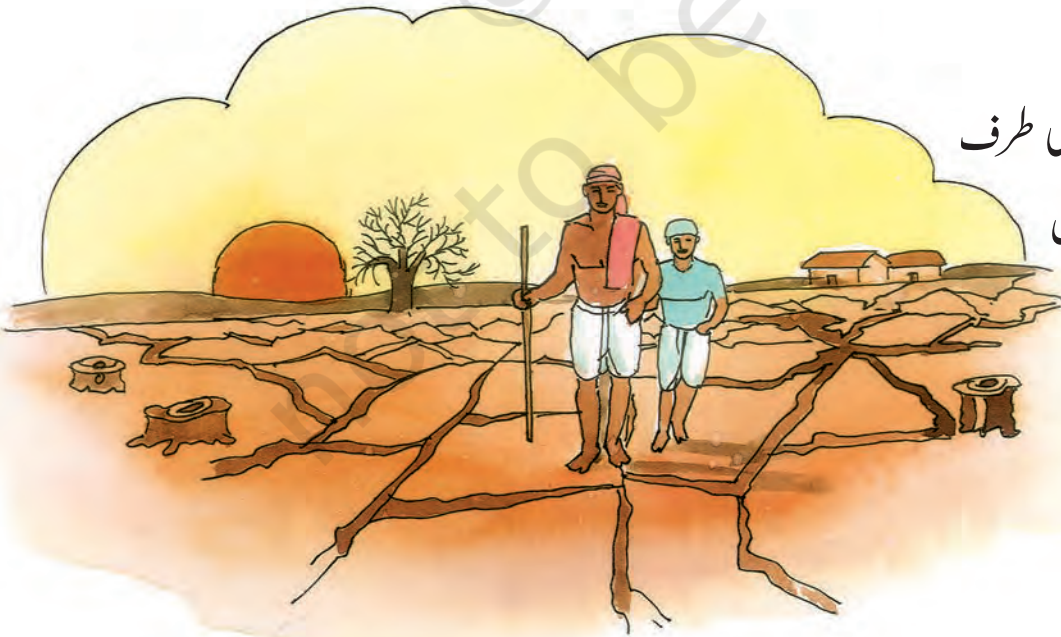
کبھی کبھی قدرت کی طرف

سے کچھ ایسی آفتیں نازل

ہوتی ہیں جو تباہی مچا دیتی

ہیں۔ جیسے خشک سالی جو

بارش کی کمی کی وجہ سے



آتی ہے۔ اس کو قحط بھی کہتے ہیں۔ جب کہیں قحط پڑتا ہے تو زمین کی اوپری پرت میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ زمین خشک اور کھیتیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ انسان اور جانور سب بھوک اور پیاس سے مرنے لگتے ہیں۔



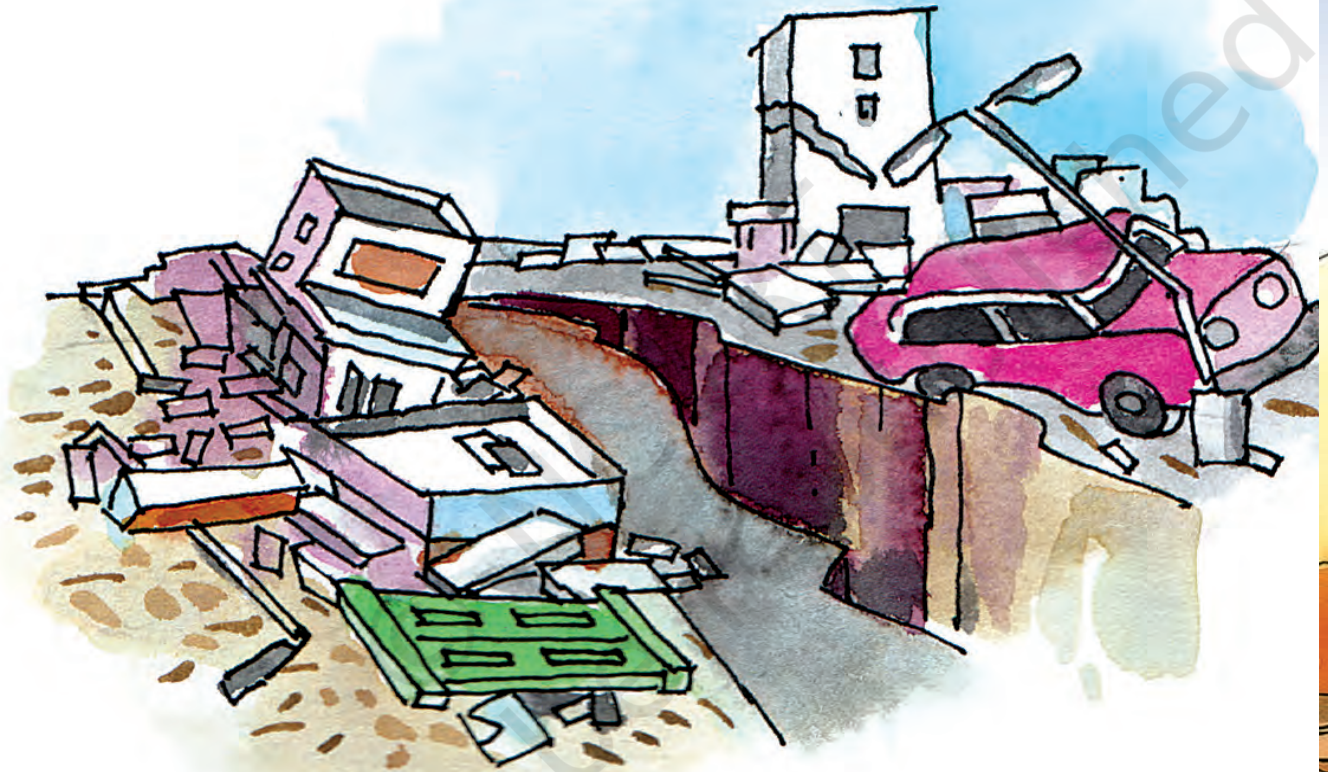
پانی کی کمی کی ذمہ داری بڑی حد تک انسانوں پر بھی ہے۔ اپنی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ہم نے تیزی سے جنگل کاٹنے شروع کر دیئے ہیں، جس کی وجہ سے بارش میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن جہاں بارش کی کمی نقصان دہ ہے وہیں اس کی زیادتی بھی اچھی نہیں۔ کیونکہ اس کی وجہ سے سیلاب آتے ہیں اور گاؤں کے گاؤں ڈوب جاتے ہیں۔ لوگوں کے گھروں میں پانی بھر جاتا ہے۔ مویشی بہ جاتے ہیں اور ہر طرف تباہی و بربادی نظر آتی ہے۔

زمین کی اوپری تہ میں پتھریلی اور سخت چٹانیں ہوتی ہیں۔ اس کے بہت نیچے لاوا کھولتا رہتا ہے۔ ہماری یہ زمین جب تک خاموش پڑی رہتی ہے، ہم اس کو روندتے ہیں، اس پر دوڑتے بھاگتے ہیں۔ لیکن جس دن اس کو غصہ اس کی اوپری تہوں میں لاوا اگلنے لگتی ہے اور یہ

آتا ہے تو آپ جانتے ہیں پھر کیا ہوتا ہے؟
دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ زمین اپنے اندر دبا ہوا لاوا اس کی اوپری سطح پر پھیل جاتا ہے۔



زمین کی اوپری پرت بظاہر جڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ کئی بڑے بڑے ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ان ٹکڑوں کو زمین کی پلٹیں کہتے ہیں۔ زمین کے اندر اور اس کے اوپر ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے یہ کبھی کبھی ایک دوسرے سے ٹکرا جاتی ہیں یا ایک دوسرے سے کچھ دور چلی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے زلزلے آتے ہیں۔ چند سال پہلے جنوری 2001 میں گجرات کے بھج ضلع میں نہایت زوردار زلزلہ آیا تھا جس کے نتیجے میں زبردست جانی و مالی نقصان ہوا تھا۔



چند سال سے ایک نیا لفظ سننے میں آرہا ہے وہ ہے 'سُنامی' (Tsunami)۔ یہ جاپانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے سمندر کی گہرائی میں آنے والے زلزلے یا پھٹنے والے آتش فشاں سے پیدا ہونے والا طوفان۔ جب سمندر کے نیچے کی زمین ہلتی ہے تو اس سے پورے پانی میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے اور بڑی بڑی لہریں اٹھتی ہیں۔ یہ لہریں سمندر میں بہت اونچی نہیں لگتیں لیکن ساحل سے ٹکرانے پر ان کے اثرات بہت



خطرناک ہوتے ہیں۔ وہاں یہ لہریں بہت اوپر تک اٹھتی ہیں اور قیامت برپا کر دیتی ہیں۔ دسمبر 2004 میں سُنّامیٰ نے دنیا کے کئی حصّوں میں قہر برپا کر دیا تھا جس سے ہمارا ملک بھی محفوظ نہیں رہا تھا۔ اس کے اثرات آج تک باقی ہیں۔

اس طرح کی کچھ قدرتی آفتیں مختلف اوقات میں ہم پر نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اب انسان ان خطروں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر رہا ہے۔

سر سبز، ہرا بھرا	:	پُر فضا
پہاڑ کے دامن میں واقع ہرا بھرا میدانی علاقہ	:	وادی
سونا اگلنے والی، اُپجاؤ	:	زر خیز
سوکھا، بارش کی کمی کی وجہ سے فصلوں کا برباد ہو جانا	:	خشک سالی
کال، کھانے پینے کی چیزوں کا ناپید ہو جانا	:	قحط
پالتو جانور، چوپائے	:	مویشی
اوپری حصہ	:	سطح
آگ اگلنے والا، جوالا مکھی	:	آتش فشاں
غضب	:	قہر

غور کیجیے:



- ♦ ہماری دنیا بہت خوب صورت ہے۔ اس کے حسن کو قائم رکھنا ہمارا فرض ہے۔ البتہ کچھ قدرتی آفتیں اسے برباد کرتی رہتی ہیں، جن پر ہمارا کوئی زور نہیں۔
- ♦ ہمیں پیڑ پودوں، جنگلات اور پانی کے ذخیروں کی حفاظت کرنی چاہیے تاکہ ہم ان کی کمی کے نقصانات سے محفوظ رہیں۔
- ♦ درختوں کو ہمیشہ ہی بے دردی کے ساتھ کاٹا جاتا رہا ہے لیکن اب ضرورت اس بات کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جائیں۔

سوچیے، بتائیے اور لکھیے:



- 1- خشک سالی میں زمین کیسی ہو جاتی ہے؟
- 2- جنگلات کے کٹنے کے کیا نقصانات ہیں؟
- 3- بارش کی زیادتی سے کیا ہوتا ہے؟
- 4- زلزلے کس وجہ سے آتے ہیں؟
- 5- سنّامی کے کیا اسباب ہوتے ہیں؟

خالی جگہوں کو صحیح لفظوں سے پُر کیجیے:

- 1- اس خوب صورتی کی دیکھ بھال کرنے اور اسے باقی رکھنے کی ذمّہ داری..... کی ہے۔
- 2- خشک سالی جو بارش کی کمی کی وجہ سے آتی ہے، اس کو..... بھی کہتے ہیں۔
- 3- انسان اور جانور سب..... اور..... سے مرنے لگتے ہیں۔
- 4- زمین کی اوپری تہ میں..... اور سخت چٹانیں ہوتی ہیں۔
- 5- سنّامی..... زبان کا لفظ ہے۔
- 6- سنّامی نے دنیا کے کئی حصّوں میں..... برپا کیا تھا۔

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے واحد لکھیے:



معلومات	اثرات	نقصانات	خطرات	نشانات	آفات	جنگلات	مکانات	جمع
								واحد

ان لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:



قیامت

خزانہ

سُنّامی

سیلاب

زلزلہ

گملے میں دیئے ہوئے الفاظ کو ان کے متعلقہ خانے میں لکھیے:



اسم	جنگلات				صفت
	گھنے	ہمارے	پُر فضا	ٹھنڈا	
	پانی	خراب	پتھریلی	چٹانیں	
	سخت	ہمیں	ہم	زرخیز	
	پتھر	واادیاں	موشی	آپ	
	تم	بجر	وہ	اس	
			پرت		
	ضمیر				

ان لفظوں کے جوڑے بنائیے:



سیلاب

سنامی

لاوا

قحط

سمندر

بارش

موت

آتش فشاں

صحیح بیان کے سامنے (✓) اور غلط کے سامنے (x) کا نشان لگائیے:



- 1- پانی کی کمی کی ذمہ داری بڑی حد تک انسانوں پر ہے۔ ()
- 2- خشک سالی بارش کی کمی کی وجہ سے نہیں آتی۔ ()
- 3- زمین کے اندر پگھلا ہوا مادہ موجود ہے۔ ()
- 4- سنامی انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ ()
- 5- سنامی کے قہر سے ہمارا ملک محفوظ رہا۔ ()

عملی کام:



درختوں کے فائدوں پر پانچ جملے لکھیے:

Four sets of horizontal dotted lines for writing, each preceded by a red diamond symbol.

بلند آواز سے پڑھیے اور خوش خط لکھیے:



پتھر ملی

نقصان

قحط

آتش فشاں

جنگلات

.....				
.....				
.....				
.....				
.....				